عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | ۱۰تا۱۶/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲تا۸/اپریل ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۴۵

نیا خون

صبر
احادیث کی روشنی میں

قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں سے بڑھ کر ہے

دنیا پرستی اور آخرت طلبی

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

مسلم امہ کے انحطاط کے اسباب

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.co

قادیانیوں کو مسجد تعمیر کرنے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جا رہا ہے۔ کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں، تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور از روئے عقل و انصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر و اکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار و ارادے سے اپنائے ہیں، ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے، نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام غیر شادی شدہ تھے:

س:...... میں نے ایف اے کی اسلامیات کی کتاب میں پڑھا ہے کہ: ”حضرت یحییٰ شادی شدہ ہیں۔“ جبکہ ایک روزنامہ کے بچوں کے صفحہ میں لکھا ہے کہ: ”حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں“۔ کیا یہ سچ ہے کہ حضرت یحییٰ شادی شدہ نہیں ہیں؟

ج:...... جی ہاں! حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام دونوں پیغمبروں نے نکاح نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو نکاح بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہوگی، جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے، اس لئے صرف حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی ایسے ہیں جنھوں نے شادی نہیں کی، اس لئے قرآن کریم میں ان کو ”حصور“ فرمایا گیا ہے، اس لئے اگر آپ کی اسلامیات میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا شادی شدہ ہونا لکھا ہے تو غلط ہے۔

قادیانی نواز وکلاء کا حشر:

س:...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک علاقہ میں قادیانیوں نے کلمہ طیبہ کے پوسٹر اپنی دکانوں پر لگاکر کلمہ طیبہ کی توہین کی۔ اس حرکت پر وہاں کے علمائے کرام اور غیرت مند مسلمانوں نے عدالت میں ان پر مقدمہ دائر کردیا اور فاضل جج نے ان قادیانیوں کی ضمانت کو مسترد کرتے ہوئے انہیں جیل بھیج دیا۔ اب عرض یہ ہے کہ وہاں کے بعض بظاہر مسلمان کہلانے والے وکلاء ان قادیانیوں کی پیروی کررہے ہیں اور چند ٹکوں کی خاطر ان کے ناجائز عقائد کو جائز ثابت کرنے کیلئے جدوجہد کررہے ہیں۔ برائے کرم قرآن وحدیث نبوی کی روشنی میں تفصیل سے تحریر فرمائیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے ان وکلاء کا کیا حکم ہے؟

ج:...... قیامت کے دن ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیمپ ہوگا اور دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کا۔ یہ وکلاء جنہوں نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قادیانیوں کی وکالت کی ہے قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی کے کیمپ میں ہوں گے اور قادیانی ان کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے کر جائیں گے۔ واضح رہے کہ کسی عام مقدمے میں کسی قادیانی کی وکالت کرنا اور بات ہے لیکن شعائر اسلامی کے مسئلہ پر قادیانیوں کی وکالت کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مقدمہ لڑنے کے ہیں۔ ایک طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے اور دوسری طرف قادیانی جماعت ہے۔ جو شخص دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قادیانیوں کی حمایت اور وکالت کرتا ہے، وہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل نہیں ہوگا، خواہ وہ وکیل ہو یا کوئی سیاسی لیڈر یا حاکم وقت۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
عالمی

جلد:۲۲ شمارہ:۴۵ ۱۰تا۱۶/صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲تا۸/اپریل ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

اس شمارے میں

اداریہ	4
نیا خون (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)	5
مسلم امہ کے انحطاط کے اسباب (مولانا راشد عبداللہ)	10
دنیا پرستی اور آخرت طلبی (مولانا عبدالواحد)	13
صبر: احادیث کی روشنی میں (امۃ اللہ تسنیم)	15
بزرگوں کی باتیں (مولانا منظور احمد الحسینی)	17
عزیز ترین خواہش (مولانا محمد ثانی حسنی)	19
حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (نازیہ بشر)	21
قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں سے بڑھ کر ہے (مولانا محمود حسن فریدی)	23
اخبار عالم پر ایک نظر	25

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۔ ۔ ۔ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۔۔ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۔۔ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۔ روپے، ششماہی: ۔۔ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-921 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph: 7780337 Fax: 778"340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی غنڈوں کا مسلمان پر تشدد

قادیانی مذہب اپنے قیام سے لے کر آج تک ڈنڈے اور پیسے کے زور پر چل رہا ہے۔ ''پیسے کے زور پر لوگوں کو خریدلو اور ڈنڈے کے زور پر مخالفین کو دبا دو'' یہ قادیانیت کا اصول رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ قادیانی اپنے مذہب میں شدت پسندی اور انتہا پسندی کے قائل ہیں۔ وہ اکثر و بیشتر اپنے اس مذہبی اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ جہاں مختلف جگہوں سے قادیانیوں کی جانب سے لوگوں کو پیسے کے لالچ دے کر قادیانی بنانے کی کوششیں سامنے آئی ہیں وہاں اپنے مخالفین پر قادیانی غنڈوں کا تشدد اور ان کا قتل عام بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ فخر الدین ملتانی قادیانی کا لرزہ خیز قتل' اسلم قریشی کا اغواء' چناب نگر کے مسلمانوں پر تشدد' یہ سب کچھ قادیانی غنڈوں کے محض چند واقعات ہیں ورنہ ان واقعات کی اصل فہرست بہت طویل ہے۔ دور کیوں جایئے! فیصل آباد میں اگلے دنوں ایک بے گناہ مسلمان پر قادیانی غنڈوں نے جس طرح بہیمانہ تشدد کیا' اس کی خبر حال ہی میں اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اس واقعہ کی تفصیلات درج ذیل خبر میں ملاحظہ فرمایئے:

''فیصل آباد: تبلیغ سے منع کرنے پر ۵ قادیانیوں کا مسلمان پر تشدد

قاسم' باسط وغیرہ تبلیغ میں مصروف تھے' جاوید اعوان نامی مسلمان نے منع کیا تو تشدد پر اتر آئے

فیصل آباد (اے این این) قادیانیت کی تبلیغ سے منع کرنے پر ۱۵ افراد کا جاوید اعوان پر تشدد' شدید نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے۔ تفصیلات کے مطابق پانچ افراد قاسم علی' باسط قیوم' عاطف اعجاز' عطاء المنان اور عمر حیات قادیانیت کی تبلیغ کر رہے تھے' جاوید اعوان نامی شخص جو کہ کسی کام کے سلسلہ میں چک ۲ رام دوالی جا رہا تھا' نے ان افراد کو ایسا کرنے سے منع کیا جس پر ملزمان ہاتھا پائی پر اتر آئے اور اسے تھپڑ رسید کئے اور شدید زدوکوب کیا' مقامی لوگوں نے معاملہ رفع دفع کرایا جبکہ ملزمان جاوید اعوان کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے' واقعہ کا فوری نوٹس لیتے ہوئے تھانہ نشاط آباد کے ایس ایچ او نے مذکورہ ملزمان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے مقدمہ کا اندراج کرلیا تاہم ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکے' شہریوں نے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے اعلیٰ حکام سے اصلاح احوال کا مطالبہ کیا ہے۔''

(روزنامہ ''اسلام'' کراچی ۱۳/ مارچ ۲۰۰۴ء)

یہ ہیں قادیانیوں کے اصل کرتوت۔ لیکن ڈھنڈورا یہ پیٹا جا رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے اور ان کا قتل عام روزمرہ کا معمول ہے۔ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ یہ محاورہ مذکورہ واقعہ پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ جاوید اعوان نامی مسلمان نے اپنی اسلامی غیرت اور ملکی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے ان قادیانیوں کو قادیانیت کی تبلیغ سے منع کر کے اسلامی غیرت کا مذاق اڑانے اور ملکی قوانین کی دھجیاں بکھیرنے سے منع کیا' لیکن قادیانی غنڈوں کی دیدہ دلیری ملاحظہ فرمایئے کہ انہوں نے حق کو قبول کرنے کے بجائے حق کو دبانے کی کوشش کی اور اس کے لئے اس بے گناہ مسلمان پر تشدد کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ یہ محض ایک واقعہ ہے۔ اس طرح کے نہ معلوم کتنے واقعات ملک میں ہر روز رونما ہو رہے ہوں گے جنہیں ہمارا زرد صحافت کا حامی پریس اور اخبارات ہر قیمت پر چھپانے کی کوشش کر رہے ہوں گے لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی واقعہ عوام الناس کے سامنے آ ہی جاتا ہے جو یہ بھانڈا پھوڑ دیتا ہے کہ اصل مجرم قادیانی ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ مذکورہ واقعہ میں ملوث قادیانیوں سمیت تمام انتہا پسند قادیانیوں کو فی الفور ملکی آئین اور قانون کی پاسداری پر مجبور کیا جائے اور مسلمانوں پر ان کی جانب سے روا رکھے جانے والے تشدد کا ہر قیمت پر سدباب کیا جائے۔

نیا خون

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

کوئی جسم اس وقت تک تندرست وتوانا نہیں رہ سکتا‘ جب تک اس میں نئے اور صاف خون کی تولید نہ ہوتی رہتی ہو‘ کوئی درخت اس وقت تک شاداب نہیں رہ سکتا جب تک اس میں نئی نئی پتیاں اور کونپلیں نہ نکلتی رہتی ہوں‘ امت مسلمہ بھی ایک جسم ہے‘ جس کو ہر دور میں نئے خون کی ضرورت ہے‘ اس درخت کو بھی ہر موسم میں ہری بھری شاخوں اور نئی نئی پتیوں کی ضرورت ہے۔

امت مسلمہ کا سدا بہار درخت ہمیشہ نئی نئی پتیاں اور ہری بھری ڈالیں پیدا کرتا رہا اور لباس بدلتا رہا‘ دماغی صلاحیتوں‘ سماجی قوت ونشاط‘ خاندانی ونسلی جوہر وصفات‘ آبائی شرافت‘ فطری مردانگی وشجاعت کے بڑے بڑے ذخیرے جو اپنی اپنی جگہ صدیوں سے جمع ہو رہے تھے اور حقیر حقیر چیزوں اور پست مقاصد میں ضائع ہو رہے تھے‘ اسلام کے ذریعہ امت کی طرف منتقل ہوتے رہے اور اسلام کے کام آتے رہے‘ باغ باغ کے پھول اور چمن چمن کے شگوفے اس امت کے گلدستہ میں نظر آتے ہیں اور اپنی بہار دکھاتے ہیں‘ کوئی ایران کا ہے کوئی خراسان کا‘ کوئی یمن کا ہے کوئی بدخشاں کا‘ کوئی مصر کا ہے کوئی اصفہان کا‘ ہر ایک اپنا خاص رنگ اور اپنے ملک اور قوم کا اور اپنی نسل وخاندان کا اصلی جوہر جو دوسرے ملک وقوم میں نایاب یا کمیاب تھے‘ اپنے ساتھ لایا اور اسلام کی نذر کیا‘ اس طرح انسانیت کے چمن کے بہترین پھول اور پھل اسلام کے لئے ڈالی میں لگ کر آئے‘ اب اسلام صرف نسل عرب اور ان میں سے بھی تنہا خاندان بنی عدنان کے موروثی صفات وکمالات کا مالک نہ تھا بلکہ پوری دنیا کی دماغی صلاحیتوں‘ فطری شرافتوں اور قومی خصوصیتوں کا سرمایہ رکھتا تھا‘ اس لئے کوئی ایک قوم یا نسل خواہ وہ کتنی ہی فائق ہو‘ دماغی یا جسمانی حیثیت سے اس کے ساتھ ایک ترازو میں تل نہیں سکتی تھی‘ اس کے اندر ساری قوموں کا وزن اور اس کے جسم میں دنیا کی تمام نسلوں کا ست آ گیا تھا‘ وہ انسانیت کا جوہر تھا اور نوع انسانی کی طاقتوں کا سب سے بڑا خزانہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نسل وقومیت کے پرستاروں اور اپنی قوم کو خدا کی منتخب قوم سمجھنے والوں کے بالکل برخلاف اس حقیقت کا اعلان فرمایا ہے کہ خدا کی بخشش اور جسم ودماغ‘ عقل وادراک فہم وفراست‘ شرافت ونجابت اور جواں مردی وشجاعت کے فطری عطیے کسی قوم ونسل کے ساتھ مخصوص نہیں‘ فطرت کا یہ سرمایہ نوع انسانی میں بہت پھیلا ہوا ہے‘ ذہانت وذکاوت‘ مروت وشرافت‘ قوت وشجاعت‘ خدا کی مخلوق میں پوری فیاضی سے تقسیم ہوئی ہے‘ اس پر کسی ایک قوم یا خاندان کا اجارہ نہیں۔ جس طرح سونے چاندی کی کانیں دنیا کے بہت سے ملکوں میں پائی جاتی ہیں اور یہ انسانوں کے بس کی بات نہیں کہ ان کو اپنے محبوب وطن اور اپنے مقدس ملک کے ساتھ مخصوص کردیں‘ اسی طرح جوہر انسانیت کی کانیں اور انسانی صفات وکمالات کے دفینے بہت ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ "الناس معادن کمعادن الذھب والفضہ" انسان بھی اعلیٰ صفات اور قابلیتوں کی کانیں ہیں جیسے سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں‘ ویسی ہی قدیم جو ہزاروں برس سے چلی آ رہی ہیں‘ ویسی ہی فطری جس میں انسان کی صنعت کو دخل نہیں‘ ویسی ہی بھرپور اور بیش قیمت جو پورے ملک اور انسانی حد بندیوں سے بے نیاز ہیں‘ ویسی ہی مخفی جو بغیر خدمت ومحنت اور تہذیب وتنظیم کے مٹی میں ملی ہوئی ہیں‘ ویسی ہی کھری اور اصلی‘ اپنی قیمت اپنے ساتھ رکھنے والی‘ جوہر بازار اور ہر صرافہ میں موتیوں کے تول تلیں اور سونے کے مول بکیں۔ اس میں نہ عقیدہ کا اختلاف حارج ہے نہ مذہب وملت کا فرق‘ سونا سونا ہے‘ اگرچہ کافر کے ہاتھ میں ہو یا مومن کے ہاتھ میں‘ ہیرے کے دام ایک ہیں‘ اگرچہ جوہری میلا کچیلا اور بداخلاق ہے یا صاف ستھرا اور مہذب‘ گوہر شب چراغ بڑھیا کے جھونپڑے اور بادشاہ کے محل دونوں کو روشن کرسکتا ہے۔ "فخیارھم فی الجاھلیہ خیارھم فی الاسلام" جو جاہلیت میں اپنے ذہن وذکاوت اور فہم وفراست میں ممتاز تھا وہ اسلام میں بھی ان چیزوں میں ممتاز رہے گا‘ جو جاہلیت

میں حمیت و غیرت اور قوت و شجاعت میں امتیاز رکھتا ہے' اسلام میں بھی ان کمالات میں ممتاز رہے گا میدان جہاد میں دوسروں سے سبقت لے گا البتہ اس کی ضرورت ہے کہ جاہلیت کی ان صفات میں اسلام توازن و اعتدال اور نظم و تہذیب پیدا کردے' سونا بہرحال سونا ہے لیکن بازار میں جانے سے پہلے ضرورت ہے کہ اس کو مٹی سے صاف کرے اور گڑھ کر اور چمکا کر اس کو زیور بنانے کے کام کا بنادیا جائے: "فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا فی الدین" جو ان میں سے جاہلیت میں سب سے بہترین تھے' اسلام میں بھی سب سے بہتر رہیں گے' بشرطیکہ انہیں دین میں درجہ فقاہت (جس کا لازمی نتیجہ اعتدال و تہذیب و اشیاء کا صحیح تناسب معلوم ہوتا ہے) حاصل ہوجائے۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ اس حکمت نبوی کی پوری تصدیق کرتی ہے' سیدنا ابوبکرؓ اسلام سے پہلے بھی سچائی' نرم دلی' معاملہ فہمی اور اپنی سلامت روی میں ممتاز تھے' اسلام نے ان اوصاف کو اور چمکایا اور ان کو صدیق بنادیا' آنکھوں میں نمی اور دل میں محبت کی گرمی پہلے سے موجود تھی' رسول اللہ کی محبوبیت نے اسی محبت کو ٹھکانے لگادیا' پروانہ حیران تھا اور اس کو اپنی حیران کی خود خبر نہ تھی' شمع نے اس کو نثار ہونا اور جلنا سکھادیا' حضرت عمرؓ دلیر تھے' بیباک تھے' طبیعت کے جری اور ارادہ کے قوی تھے' پورے مکہ کو اس کا علم تھا' لیکن اس شجاعت و دلیری کو کوئی بڑا میدان نہیں ملتا تھا' اسلام کو ایک دلیری کی ضرورت تھی جو کفار کے بیچ میں اللہ کی یکتائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعلان کرے۔ عمرؓ کی فطری دلیری کو ایک شایان شان میدان کی ضرورت تھی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور اللہ کی توفیق نے ان دونوں میں رشتہ قائم کردیا۔ عمرؓ اسلام میں آئے تھے تو اپنی شجاعت و دلیری اپنے ساتھ لائے تھے' اسلام نے اس کا اعتراف کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قدر کی اور اس کو اپنی اصلی جگہ بتائی' حضرت عمرؓ نے اس کو ٹھیک جگہ پر صرف کرکے روم و ایران کی شہنشاہیوں کو اسلام کے قدموں پر جھکادیا' وہ جاہلیت میں شجاع و دلیر تھے' اسلام میں بھی شجاع و دلیر تھے اور ایسا ہی ہونا چاہئے۔ "فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام" اسی بناء پر جب فتنہ ارتداد کے موقع پر انہوں نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے میں احتیاط کا مشورہ دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: "اجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام" جاہلیت میں اتنے زوردار تھے' اسلام میں اتنے کمزور ہو' لیکن یہ ایک عارضی صورت تھی' وہ فطرت کی نمود نہ تھی' تربیت و احتیاط کی نمود تھی' بہت جلد عمرؓ اپنی فطرت اصلی پر آگئے اور پھر کسی نے ان میں کمزوری نہ دیکھی' حضرت خالدؓ فطری سپہ سالار تھے اور جنگ کے فن میں مجتہدانہ درجہ رکھتے تھے' ان کی قائدانہ قابلیت' حاضر دماغی اور سوجھ بوجھ ہر جگہ اپنا کام کرتی تھی' میدان احد میں ان کی موقع شناسی اور ذہانت نے میدان جنگ کا نقشہ بدل دیا' وہ اسلام میں آئے تو اپنی جنگی قابلیتوں' فطری مناسبتوں اور میدانی تجربوں کو لے کر آئے' اسلام نے ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیف اللہ" کا خطاب دے کر ان کے اس کمال کا رتبہ بلند کیا اور اسلام نے قریش کے مقامی قائد کو دنیا کی سب سے بڑی فاتح سپاہ کا قائد اور یرموک کا فاتح بنادیا' عکرمہ بن ابی جہل کو عربی نخوت خون میں اور ضد و انکار ماں باپ کی میراث میں ملا تھا' پہلے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے مقابلہ میں صرف ہوتا تھا' جب زندگی کا رخ بدلا تو اس کا میدان بھی بدل گیا۔ یرموک کے میدان میں جب بڑے بڑے غیروں کے پاؤں اکھڑنے لگے اور دشمن کا ریلا آیا تو انہوں نے للکار کر کہا کہ عقل کے دشمنو! میں تو وہ ہوں جو اس وقت تک رسول کے مقابلہ میں پیچھے نہیں ہٹا' جب تک حق سمجھ میں نہیں آیا' کیا اب اسلام کے بعد تمہارے مقابلہ سے منہ موڑوں گا؟ یہ کہہ کر آگے بڑھے اور جان دے دی' جاہلیت کا اڑ جانے والا اور پہاڑ کی طرح جم جانے والا انسان نئے حریف کے مقابلہ میں بھی پہاڑ کی طرح جما رہا' سلمان فارسیؓ' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما تعلیم یافتہ قوموں کے افراد تھے جو علمی و کتابی باتوں اور اصطلاحات سے آشنا تھے' جب اسلام میں آئے تو اسی علمی مناسبت کے ساتھ آئے اور دین کے بہت سے علمی حصوں کے سمجھنے میں ان کو دوسروں سے زیادہ آسانی ہوئی' یہ ہزاروں مثالوں میں سے فطری صلاحیتوں کے تسلسل و تاثیر کی چند مثالیں ہیں۔

بعثت کے وقت ایران و روم' مصر و ہندوستان اپنے خاص ذہنی و نسلی امتیازات رکھتے تھے' کفر و شرک کے یہ معنی نہیں کہ یہ شاداب و مردم خیز ملک ہر صلاحیت سے محروم اور ہر کمالات سے تہی دامن تھے' ایران نظم و نسق کی قابلیت اور تجربہ میں امتیاز رکھتا تھا' فنون لطیفہ کی ترقی نے اس میں ایک نزاکت اور لطافت پیدا کردی تھی' ایرانی عالموں اور مصنفوں اور نوشیروان عادل کی علمی سرپرستی اور تراجم نے اس میں علمی مذاق پیدا کردیا تھا' ساسانیوں کی طویل سلطنت نے اس کو تنظیم' زمینوں کے بندوبست اور مالیات کا تجربہ بخشا تھا' بازنطینی جو یونان و روم دونوں کے علمی و تہذیبی و سیاسی ترکہ کے وارث تھے' علمی انداز فکر' ترتیب و ذہن اور عسکری زندگی میں ممتاز تھے' مصری کاشتکاری اور تجارت کا وسیع تجربہ رکھتے تھے اور ان میں مذہبی

شغف اور اس کے لئے قربانی کا ایسا جذبہ تھا کہ انہوں نے رومی سلطنت کے بوزنطینی مذہب اور اس کے جبرو استبداد کا برسوں مقابلہ کیا تھا۔

ہندوستانی اپنی حسابی قابلیت‘ مالی انتظام اور وفاداری میں ممتاز تھے‘ مسلمانوں نے ان سب ملکوں کے انسانی خزانوں سے پوری فراخ دلی سے فائدہ اٹھایا اور ان کے امتیازات و کمالات کو اسلام کے راستہ سے اپنے کام میں لگایا‘ ایرانی و رومی نومسلموں نے یا نومسلم خاندانوں کے فرزندوں نے اپنی ذہانت سے علم کی ترقی اور فقہ کی تدوین میں حصہ لیا‘ سلطنت میں دفتری نظم و نسق قائم کرنے اور مالیات کے شعبوں کے بندوبست میں مدد دی اور تجربہ کار منتظم فراہم کئے‘ مصریوں نے زمینوں کی کاشت کی اور تجارت و صنعت کو فروغ دیا۔

ہندوستان نے بصرہ و بغداد کو امانتدار اور تجربہ کار محاسب‘ خازن اور منیب دیئے‘ تیسری صدیوں کے نصف میں جاحظ نے لکھا ہے کہ عراق کے بڑے بڑے شہروں میں بڑے تاجروں اور دولت مندوں کے منشی اور منیب عموماً سندھی ہیں‘ اس طرح ان قوموں کی قابلیتیں اور تجربے اسلام کی طرف منتقل ہوکر اسلام کی قوت اور مسلمانوں کی اعانت کا سبب بنے‘ اگر عرب اپنی قوم میں ان فنون کو پیدا کرنے کے درپے ہوتے اور اس کا انتظار کرتے اور اسلام ان کے لئے ایسے تیار شدہ آدمی فراہم نہ کردیتا تو اس میں بڑا وقت لگتا اور پھر بھی اس میں شبہ ہے کہ ان کو ایسے کامل الفن اتنی جلدی ہاتھ لگتے۔

اسلام کا پیغام ایک ابدی پیغام ہے جو کسی نسل و قوم کے ساتھ مخصوص نہیں‘ قومیں اور نسلیں اس کے لئے لباس کی حیثیت رکھتی ہیں‘ جب ایک لباس بوسیدہ اور ناکارہ ہوجاتا ہے تو وہ ایک نیا ملبوس زیب بدن کرلیتا ہے۔ دنیا کی کوئی قوم‘ کوئی نسل اور کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں نمو اور شادابی ہمیشہ رہے اور جس کی زندگی و توانائی یکساں طور پر قائم رہے‘ قوموں اور نسلوں کی بھی ایک عمر طبعی ہوتی ہے ان کی جوانی اور بڑھاپا ہے‘ اشخاص کی طرح قوموں اور سلطنتوں کا بڑھاپا دور نہیں ہوتا لیکن بعض نامعلوم اسباب کی بنا پر کسی قوم اور نسل میں اضمحلال اور تکان کے آثار وقت سے پہلے نمودار ہوجاتے ہیں‘ اس کی زندگی کے سوتے خشک ہوجاتے ہیں‘ نئے خون کی تولید بند ہوجاتی ہے اور اس کی ہر چیز سے بوسیدگی اور کمزوری ٹپکتی ہے‘ حالات کے مقابلہ کی قوت‘ حق کے راستہ میں جہاد و قربانی کی ہمت‘ باہمی اتحاد و الفت اور دشمن کے خلاف جوش و حمیت اور اس کی طبعی عداوت و نفرت جو زندگی کی علامتیں ہیں‘ مفقود ہوجاتی ہیں‘ اس وقت وہ کسی ایسے کام اور پیغام کے لائق نہیں رہتی جو ہمت اور عزیمت اور قلبی‘ روحانی اور ذہنی قوت کا طالب ہے۔

اسلام کو ابتدائی زمانہ سے جب بھی ایسی صورت حال سے سابقہ پڑا اور اسلام کے علمبرداروں میں جب ناکارگی اور میدان سے فرار کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں‘ فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت کے لئے ایک تازہ دم جوان ہمت قوم کو آمادہ کردیا‘ جس نے اس کا گرتا ہوا علم سنبھال لیا۔ اس قوم یا جماعت میں ایمانی زندگی کی سب علامتیں پائی جاتی تھیں:

”اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے‘ اہل ایمان کے حق میں نرم‘ کافروں پر سخت ہیں‘ اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔“

یہ درحقیقت لباس کی تبدیلی تھی‘ عالمگیر اور زندہ جاوید اسلام اس کے لئے مجبور نہیں ہے کہ وہ ایک بوسیدہ اور ناکارہ لباس ہی میں ملبوس رہے اور چیتھڑے ہی بدن پر لگائے رہے:

”اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو رفعت دیتا ہے اور (جو اس کو چھوڑ دیں انہیں) گرا دیتا ہے۔“ (مسلم)

جب اسلام کے ابتدائی حاملین عربوں میں ضعف و اضمحلال پیدا ہوا‘ اسلام سے بے تعلقی اور جہاد و سرفروشی میں انحطاط اور دنیا میں انہماک ظاہر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی خدمت اور اسلام کا علم جہاد بلند کرنے کے لئے عجمی نسلوں کے افراد اور جدید الاسلام خاندانوں کے فرزندوں کو تیار کردیا‘ جو اسلامی حمیت‘ جذبہ جہاد‘ شوق شہادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے عشق میں صحیح النسب سادات و شیوخ سے بڑھے ہوئے تھے‘ جب یورپ میں صلیبی حملہ آوروں کی یلغار ہوئی اور فلسطین و شام اور عربی ممالک بالعموم خطرے میں پڑ گئے‘ گستاخ اور شوخ نگاہیں حرم نبوی کی طرف بھی اٹھیں اور بیباک اور ناپاک زبانوں نے گستاخانہ کلمات نکالے تو اسلام کی عزت بچانے اور ناموس رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کے لئے جو جواں مرد میدان میں آئے ان میں سے ایک زنگی تھا اور ایک کرد (روحی فداہما) سلطان نورالدین شہیدؒ اور سلطان صلاح الدین ایوبیؒ نے نہ صرف اسلام کی عزت بچائی بلکہ یورپ پر اسلام کی دھاک بٹھادی‘ گستاخ لوگوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہوئے سلطان نے ایمان و عشق میں ڈوبے ہوئے جو کلمات کہے: ”آج میں اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقام لیتا ہوں“ وہ ایک بڑے سے بڑے ہاشمی‘ صدیقی‘ فاروقی کے لئے بھی طرۂ افتخار اور وسیلہ نجات ہیں۔ آج کون ہاشمی ہے جو اس پر سو جان سے

قربان نہ ہو؟ جس نے بارگاہ رسالت کی شان میں بے ادبی کرنے والے کو عشق و محبت میں مخمور ہوکر بھرپور ہاتھ سے قتل کیا' کون ہے جو اپنے ایمان کو اس کُرد کے ایمان کے ساتھ تلوانے کے لئے تیار ہو؟ جس کے بزرگ چند ہی پشت اوپر کردستان کی جہالت و ظلمت میں گم ہوجاتے ہیں اور پھر ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

پھر جب عباسیوں کو اپنے عیش و عشرت سے فرصت نہ ہوئی تو اسلام کی شوکت و عظمت کی حفاظت کے لئے سلجوقیوں کو تیار کردیا گیا' جنہوں نے ایک صدی کے قریب یورپ میں علم جہاد بلند رکھا اور نظامیہ بغداد اور مدرسہ نیشاپور کے ذریعہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا بہائے' پھر جب عباسیوں کے درخت اقبال کو گھن کھا گیا اور تاتاری حملے نے اس کو جڑ سے اکھیڑ دیا تو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے فرزندوں کا خون بہایا تھا وہ اس کے غلاموں کی صف میں داخل ہوگئے' یہ سب اسلام کے سدا بہار درخت کی نئی پتیاں اور شگوفے تھے' جنہوں نے اس کی سرسبزی قائم رکھی' پھر جب مشرق کی تمام پرانی مسلمان قوموں پر عالمگیر اضمحلال طاری ہوگیا اور زندگی کی کوئی چنگاری کہیں باقی نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے مغرب میں اسلام کا ایک شعلہ جوالہ پیدا کیا' جس نے صدیوں یورپ کی مرضی کے بالکل خلاف اسلام کا علم بلند رکھا' یہ عثمانی حضرت عثمانؓ کی اولاد میں نہ تھے مگر قرآن کی خدمت و اشاعت اور فتوحات کی وسعت میں ان کو حضرت عثمانؓ سے روحانی نسبت ہے۔

نومسلم قوموں اور نومسلم خاندانوں اور لاکھوں کی تعداد میں ان مسلم افراد کو کہاں تک گنایا جاسکتا ہے' جنہوں نے امت مسلمہ کے جسم میں صالح اور طاقتور خون پہنچایا' جنہوں نے اپنی فکری صلاحیت اور نسلی ذکاوت اور قومی شجاعت سے مسلمانوں میں کبھی اجتہاد اور کبھی جہاد کی روح پھونکی' اسلامی کتب خانہ میں گرانقدر اضافے کئے' فکر و نظر کی نئی نئی راہیں نکالیں' قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں' حدیث کی شرحیں کیں' فقہ کے مجموعے مرتب کئے' یہ نیشاپوری اور ابوالسعود ترکی کون ہیں' جن کی تفسیریں حلقہ درس کی زینت ہیں؟ یہ بیضاوی کے محشی شیخ زادہ اور سیالکوٹی کون ہیں؟ یہ حدیث کے خادموں میں زیلعی ابن الترکمانی کس نسل سے تعلق رکھتے ہیں؟ فقہ کا طالب علم مرغینانی صاحب ہدایہ اور تاتارخانی صاحب فتاویٰ کو کیسے بھول سکتا ہے؟ یہ سب کیا تھا؟ اسلام کی علمی و ذہنی فتوحات اور امت مسلمہ کے جسم میں نئے اور تازہ خون کی تولید۔

آخر آخر دور تک اسلام کی فتح و تسخیر کا کام جاری رہا اور اس خزانے میں نئے نئے سکوں کی آمد ہوتی رہی' ہمارے ملک ہندوستان میں جہاں اسلام کی تبلیغ اور تاثیر عرصہ دراز سے بہت کمزور ہے' اسلام خود ہی بہت سے جیتے جاگتے اشخاص' روشن دماغ اور گرم دل بلند نظر افراد کو کھینچتا رہا' اور اپنی محبت سے گھائل کرتا رہا' جن کی نظیر افسردہ' پژمردہ' کم نگاہ و بے یقین مسلمانوں میں نہیں ملتی' انہوں نے مسلمانوں میں زندگی کی نئی روح پھونک دی' ان میں اسلام کی صداقت پر تازہ یقین پیدا کردیا' دماغوں کو اپنے علم سے روشن اور دلوں کو اپنے عشق کی حرارت سے گرما دیا' دور کیوں جایئے؟ کتنے خاندانی مسلمان اس عشق کا دعویٰ کرسکتے ہیں جو عشق اقبال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے' یہی عشق و تعلق ہے جو اس زبان سے یہ شعر نکلواتا ہے:

تو اگر بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ پنہاں بگیر

اور یہ شعر اس کی زبان پر آتے ہیں:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

وہ کبھی وجد میں آکر کہنے لگتا ہے:

عجب کیا گر مہ و پرویں مرے نخچیر بن جائیں
کہ بر فتراک صاحب دولتے بستم سر خود را
وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

اسی تعلق نے اس کو دانش فرنگ سے مرعوب ہونے سے بچایا:

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاک مدینہ و نجف

دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آخر زمانہ میں یہ حال ہوگیا تھا کہ مدینہ کا کسی نے نام لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے' کتنے قریشی و ہاشمی اس برہمن زادہ کے ذات نبوی سے عشق و تعلق میں ہمسری کا دعویٰ کرسکتے ہیں؟

پھر اسلام کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت پر ایسا غیر متزلزل یقین ہے کہ بجا طور پر ایک فلسفہ زادہ' سید زادہ کو خطاب کرکے کہتا ہے:

میں اصل کا خاص سومناتی
آبا مرے لاتی و مناتی
تو سید ہاشمی کی اولاد
میری کف خاک برہمن زاد
ہے فلسفہ میرے آب و گل میں
پوشیدہ ہے ریشہ ہائے دل میں
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے

اس کی رگ رگ سے باخبر ہے
دین مسلک زندگی کی تقویم
دین سر محمد و ابراہیم
دل در سخن محمدی بند
اے پور علی زبو علی چند
چوں دیدۂ راہ بیں نہ داری
قائد قرشی بہ از بخاری

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ برہمن خاندان کے ایک کشمیری برہمن زادہ کا کلام ہے؟ اور کیا آج سادات وشیوخ کے نجیب الطرفین خاندانوں میں جن کے پاس اپنے خاندانی شجرے ہیں' یہ یقین اور ایمان پایا جاتا ہے؟

پھر اسلام کی حمیت وغیرت میں' روح اسلام کی ترجمانی میں' وقت کے فتنوں اور جاہلیت فرنگ کی تشخیص اور قومیت و وطنیت سے نفرت اور تردید میں کتنے اصحاب علم وصلاح اس کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟

ادھر پچھلے برسوں میں چند کتابیں صحیح اسلامی فکر اور مرغوب طرز تحریر واستدلال کا نمونہ پیش کرتی ہیں اور اسلام کی کامیاب ترجمانی کا فرض انجام دیتی ہیں۔ یہ سب اسلام کی تازہ علمی وذہنی واخلاقی فتوحات ہیں جو ہم کو مستقبل کی طرف سے ناامید ہونے سے باز رکھتی ہیں۔

لیکن عام طور پر مسلمانوں نے فتح وتسخیر کے ان میدانوں کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں ہیں' جہاں سے ان کو ہمیشہ زندگی کا ابلتا اور جوش مارتا ہوا خون' تازہ دم دماغ' دردمند و پرسوز دل اور متحرک اور برق وش جسم ملتے رہے' مسلمان روز بروز میدانوں سے مایوس ہوتے جارہے ہیں اور قدیم میدانوں کے سوا کسی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں' اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا راس المال اور اصل پونجی یہی ہے کہ اس کو کسی حال میں تلف نہیں ہونے دینا چاہئے لیکن ہر شخص جانتا ہے جس سرمایہ میں اضافہ اور جس پونجی میں نئی آمدنہ ہو وہ ایک دن ختم ہوجائے گی۔ ہمیں اس سرمایہ میں اضافہ اور نئی آمدنی کے اسباب و وسائل پر غور ضرور کرتے رہنا چاہئے' پرانے خاندانوں اور نسلوں میں افسردگی اور بوسیدگی اور اسلام کی دوبارہ ترقی اور عروج سے ناامیدی بڑھتی جارہی ہے' اعصاب ٹھٹھرے جارہے ہیں' اعضاء مضمحل ہورہے ہیں' قلب روز بروز ضعیف اور دماغ مفلوج ہورہا ہے' کوئی دینی پیغام' کوئی دینی تحریک' کوئی درد واخلاص' کوئی علم وحکمت' کوئی شاعری وخطابت اس گروہ میں زندگی نہیں پیدا کرتی ہیں' جو چیزیں قوموں میں جنون کی لہر اور موت کا عشق پیدا کردیتی ہیں وہ ان مسلمانوں کو چونکانے سے بھی قاصر ہیں۔ بہت بڑی تعداد ایسی ہے جن کو دین سے اور دین کی راہوں سے' دین کی اصطلاحوں سے' دین کے انعامات سے' دین کی ترغیبات سے کوئی مناسبت اور اس میں ان کے لئے کوئی کشش نہیں رہی' آخرت خارج از بحث چیز ہے' جنت ودوزخ بے معنی الفاظ ہیں' اس پر دنیا طلبی' زرطلبی اور زمانہ سازی کا طلسم قائم ہے:

"انک لاتسمع الموتی ولاتسمع الصم الدعاء" ان کا حال ہے' بہت سے لوگوں کی علمی صلاحیت محدود ہے' فطری طور پر اور نسلی اثرات صدیوں کے جمود وبے عملی کی وجہ سے ان کے قویٰ میں اضمحلال اور طبیعت میں حد درجہ افسردگی اور برودت ہے' وہ زندگی کی کشمکش میں حصہ نہیں لے سکتے اور اسلام کے لئے قربانی اور جدوجہد سے قاصر ہیں۔ ایسی حالت میں اگر اسلام کی قسمت ان سست عناصر اقوام و افراد کے ساتھ وابستہ کردی جائے اور ساری کوشش انہیں پر منحصر کردی جائے تو یہ مستقبل کے لئے بڑا خطرہ ہے ضرورت ہے کہ ان قدیم الاسلام اقوام اور خاندانوں کے دین کی پوری حفاظت اور اس کے لئے انتہائی جدوجہد کے ساتھ نئے نئے میدانوں کی طرف بھی رخ کیا جائے اور اسلام کی دعوت کو وہاں تک پہنچایا جائے' جس دین نے ناامیدی اور مایوسی کی حالت میں تاتاریوں اور عثمانی ترکوں کو اسلام کا علمبردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وفادار بنایا اور جو ہمیشہ دنیا کے صنم خانوں سے کعبہ کے لئے پاسبان مہیا کرتا ہو' کیا اب اپنے حریفوں میں سے حلیف اور دین فطرت کا حلقہ بگوش نہیں بناسکتا؟ ہم جب تک اس کی منظم اور پرجوش کوشش نہ کرلیں' ہم کو مایوس ہونے اور اس کے خلاف رائے قائم کرنے کا کوئی حق نہیں۔

اسلام کو اس وقت نئے خون' نئی امنگوں' نئے ولولے اور نئے جوش عمل اور جذبہ قربانی کی ضرورت ہے' یہ نیا خون' نیا جوش اور قربانی بہت سی جگہ موجود ہے' لیکن پست مقاصد اور غلط میدانوں میں صرف ہورہا ہے' جو چیز اسلام کے کام نہیں آرہی ہے' وہ صرف ضائع نہیں ہورہی ہے بلکہ دنیا کی تباہی کا باعث ہورہی ہے' اسلام کی دعوت ابھی ان گوشوں میں نہیں پہنچی' ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلام کو ان قوموں اور طبقوں تک پہنچا کر اسلام کی طاقت اور ایمان کی کیفیات کا تماشہ دیکھیں جو ہمیں دنیا کی تاریخ میں نو مسلموں کی زندگی میں وقتاً فوقتاً نظر آتی ہیں' ہمیں ان نومسلموں کی زندگی میں اسلام کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وامامت عالم پر اس درجہ کا یقین' ذات نبوی کے ساتھ وہ عشق وشیفتگی اور اسلام کی برتری کے لئے ایسی جدوجہد اور سرفروشی دیکھنے میں آئے گی' جس کے سامنے ہم پشتینی مسلمانوں کو شرم آئے گی اور جس کی نظیر صدیوں سے دیکھنے میں نہیں آئی ہوگی۔

☆☆..........☆☆

مسلم امہ کے انحطاط کے اسباب

ملت اسلامیہ کے انحطاط کے بنیادی اسباب تین ہیں: (۱) حب المال' (۲) کراہیۃ الموت' (۳) رابطہ مع اللہ کی کمزوری۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں یہ بنیادی اسباب انفرادی اور اجتماعی شکل میں موجود تھے تو باوجود اس کے کہ مسلمان اسباب کے اعتبار سے کسی طاقت کے ساتھ مقابلہ کے قابل نہیں تھے' نہ انفرادی طاقت مضبوط تھی' کیونکہ تقابل مقابلہ افراد تاریخ اسلام کی پہلی لڑائی "بدر" میں تین سو تیرہ تھے' مقابلہ کل اقوام عالم کے ساتھ تھا۔ بالخصوص ابتدائی مقابلہ قریش کے ساتھ تھا' جن کی عددی قوت' مالی قوت' مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی' شجاعت اور بہادری کا فطری جذبہ تقریباً یکساں تھا' سارے عرب تھے' اسی طرح مالی طاقت دشمنان اسلام کی بہت زیادہ تھی' مسلمان قوت لایموت کے لئے پریشان تھے تاکہ بھوک کا احساس نہ ہو۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آ کر شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن اٹھایا۔ آپؐ نے پیٹ پر دو پتھر باندھ رکھے تھے' اس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صبر واستقامت کا جذبہ پیدا ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود برداشت کرتے ہیں۔ جب مسلمانوں کی مالی طاقت کمزور تھی تو اسی نسبت سے اور چیزیں بھی کمزور تھیں لیکن حب المال کیا' حب الوطن' حب الاولاد سارے رضائے حق کے لئے قربان ہوتے تھے' مال سے مراد عام معنی ہے' دولت ہو یا اقتدار' نہ مال کی لالچ سے ان کا دماغ بدل سکتا تھا' نہ حب الاولاد کی وجہ سے' کراہت الموت کے بجائے حب الموت تھا۔

رضائے الٰہی کے حصول میں جانفروشی' جہاد فی سبیل اللہ' مرتبہ شہادت حاصل کرنا ہر مسلمان بالغ و نابالغ' مرد وعورت کی مقصود وحیات تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احد کی لڑائی کے لئے نکلے تو بہت سے بچے آئے اور عرض کیا کہ ہمیں بھی اجازت جہاد دیجئے تاکہ اپنے سر خدا کے دربار میں پیش کریں؟ ایک بچہ جس کی عمر پندرہ سال تھی' اسے لے لیا گیا اور دوسرے

مولانا راشد عبداللہ

بچہ کی عمر کم تھی' اسے قبول نہ فرمایا' وہ رونے لگا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم دونوں کے درمیان کشتی کرائیے' میں اسے پچھاڑ دوں گا' چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا' اس نے اس کو زمین پر دے مارا چنانچہ اسے بھی اجازت مل گئی۔

اس لڑائی میں دو صحابہ سعد اور عبداللہ ابن جحش رضی اللہ عنہما ایک گوشہ میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھ گئے' ایک نے دعا کی کہ اے اللہ! آج میرا مقابلہ ایسے زور آور اور غضب ناک کافر سے کرائیے جو مجھے قتل کردے اور میری ناک' کان کاٹ لے اور اے خدا! جب میں تجھ سے ملوں اور آپ پوچھیں کہ اے عبداللہ! یہ تیرے ناک' کان کہاں گئے؟ تو میں عرض کروں کہ تیری راہ میں کٹے۔ دوسرے نے دعا کی: اے اللہ! آج میرا مقابلہ ایسے شجاع اور دلیر کافر سے کرائیے کہ میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردوں' چنانچہ دونوں کی دعا قبول ہوگئی۔ خداوند ذوالجلال کے محبین ومخلصین کا یہی حال ہوتا ہے کہ خدا کی راہ میں جان دینا اپنی انتہائی سعادت سمجھتے ہیں۔ موت بمقابلہ حیات انہیں زیادہ عزیز ہوتی ہے' اسلامی لڑائیوں میں ایسے واقعات بہت ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کم تعداد نے بڑی تعداد پر کامیابی حاصل کی۔

جنگ موتہ میں صحابہ کرامؓ کی تعداد کم تھی' مقابلے میں قیصر کی فوج تھی' جسم کے لحاظ سے بھی بڑے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید ابن حارثہ (رضی اللہ عنہ) پہلا امیر ہوگا۔ جب وہ قتل ہوجائیں تو جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) امیر لشکر ہوں گے۔ اگر جعفر (رضی اللہ عنہ) بھی قتل ہوجائیں تو عبداللہ ابن ابی رواحہ (رضی اللہ عنہ) اگر یہ بھی قتل ہوجائیں تو جسے مسلمان پسند کریں۔ چنانچہ تینوں جرنیل شہید ہوئے' مسلمانوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو امیر لشکر بنایا۔ آپؓ نے فوج کی ہیئت بدل دی' خالدؓ نے فوج کو جوش دلانے کے لئے خطبہ دیا' آپؓ نے کہا کہ مقابل کی فوج سلطان کے لئے لڑ رہی ہے اور تم خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے لڑ رہے ہو' ہمارا

بنیادی مقصد موت ہے' اس لڑائی میں خالدؓ کے ہاتھوں آٹھ تلواریں ٹوٹیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفرؓ کے بدن پر تلواروں کے نوے زخم دیکھے' یہ سارے زخم بدن کے اگلے حصے پر تھے۔ پشت پر ایک زخم بھی نہ تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بتیس لاکھ مربع میل زمین قبضے میں آئی' یہ خدا کے ساتھ تعلق کی وجہ سے ہوئی۔ "ان تنصروا اللہ ینصرکم" آج اگر امریکہ کسی کے ساتھ ہو جائے تو مقابل ڈرتا ہے:

٭چوں خداداری زغم آزاد شو٭

کیونکہ اس غم میں جان چلی جائے گی یا مال' تو خدا تمہارے ساتھ محبوب کا کام کر دے گا' اس کے بعد انقلاب آیا' حب المال جس میں حب الاقتدار بھی شامل ہے۔ یہ مرض مسلمانوں میں پیدا ہوا اور کراہت الموت نے بزدلی پیدا کر دی' جو موت سے ڈرتا ہے' وہ جانفروشی نہیں کر سکتا اور مسلمانوں کا تعلق باللہ بھی ختم ہوا' جب سے مسلمانوں میں انحطاط کا دور شروع ہوا اس کی وجہ کراہت الموت' حب المال واقتدار' تعلق مع اللہ کی کمزوری تھی۔ انگریزوں کی تعداد کم اور مسلمان زیادہ تھے لیکن انگریز نے فتح حاصل کی۔

سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جو لڑائی ہوئی اس میں دیندار آدمی تھے' انگریز نے شکست کھائی' انگریز کہتا تھا کہ ہماری فوج بہت ہے' مقابل میں ایک فقیر لڑ کر ہمیں شکست دیتا ہے' چنانچہ انہوں نے باہم مشورہ کیا اور فیصلہ ہوا کہ انہیں روپوں سے خریدا جائے' انہوں نے چند سرداروں کو رقم دے کر خرید لیا' وہ جنگ پر آمادہ نہ ہوئے۔ سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شکست انگریزوں کے مال نے دی' ان کو فوج سے شکست نہیں ہوئی۔ سوات صاحبؒ نے دعا کی تو بھڑوں کا ایک لشکر انگریزوں کی فوج کو کاٹنے لگا' لہٰذا وہ بھاگ گئے۔

عیسائیوں نے چھ صدی ہجری میں یہ اسکیم بنائی کہ مسلمانوں کی سب سے بڑی دولت قبر النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے' دنیا میں ذات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن بے نظیر ہے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر سے نکالنے کا منصوبہ بنایا اور دو آدمی اس کام کے لئے مقرر ہوئے' انہوں نے روضہ اطہر کے قریب ایک مکان کرایہ پر لے لیا' مسلمانوں کے بھیس میں وہاں درود وسلام' صلوٰۃ وصیام میں مشغول ہو گئے اور اکثر لوگ ان کے معتقد ہو گئے۔

یہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی طرف سرنگ نکالنے لگے اور مٹی جنت البقیع میں ڈال دیتے۔ یہ سرنگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب پہنچ گئی' اسی اثناء میں سلطان نور الدین زنگی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو خواب میں ان کے سامنے کرکے فرمایا کہ ان کتوں سے میری قبر کی حفاظت کرو' جب بادشاہ بیدار ہوا تو اسے سخت پریشانی لاحق ہوئی' کچھ دیر بعد پھر سو گیا' دوبارہ یہی خواب آیا' اس کے بعد پھر سو گیا اور تیسری مرتبہ بھی یہی خواب دیکھا' چنانچہ علماء کو بلا کر یہ خواب بیان کیا' انہوں نے جواب دیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی حادثہ ہوا ہے' لہٰذا بادشاہ فوری طور پر تیز رفتار سواریوں پر مدینہ کے لئے روانہ ہو گیا' یہ سفر سولہ دن میں طے ہوا' مدینہ پہنچ کر تمام لوگوں کو انعامات تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا' مدینہ کے تمام لوگ مرد وزن جمع ہوئے' مگر وہ دو آدمی نہ آئے' لوگوں سے پوچھا کہ کوئی آدمی باقی تو نہیں رہا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ بس صرف دو بزرگ ترین آدمی رہ گئے ہیں جو ہر وقت عبادت میں لگے رہتے ہیں اور دنیا سے بے تعلق ہیں۔ بادشاہ نے انہیں بھی حاضر کرنے کا حکم دیا' چنانچہ ان دونوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا' یہ وہی دو آدمی تھے جو بادشاہ نے خواب میں دیکھے تھے۔

بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارا قیام کہاں ہے؟

انہوں نے کہا کہ ہم فلاں جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ بادشاہ ان کے ساتھ ہو لیا' جھونپڑی کا معائنہ کیا مگر کچھ نہ ملا' بالآخر اس نے مصلی کی جگہ دیکھی تو اس کے نیچے ایک پتھر پڑا تھا' پتھر اٹھایا گیا تو نیچے ایک سرنگ نظر آئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم عیسائی ہیں اور یورپ کے عیسائیوں نے ہمیں دولت کا لالچ دیا اور ہم لالچ میں آگئے۔ بادشاہ نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور گورنر کو حکم دیا کہ سیسہ جمع کرو' لہٰذا خندق کھود کر اس میں سیسہ ڈال دیا گیا' اگر بادشاہ صاحب کشف نہ ہوتے تو یہ عیسائی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو نکال لیتے' یہ سب کچھ حب المال کے سبب ہوا۔

دوسرا واقعہ:

چند آدمی آئے اور امیر مدینہ کے مہمان ہوئے' انہوں نے بہت سا مال امیر کو دیا' امیر اس میں مستغرق ہو گیا۔ انہوں نے امیر سے کہا کہ ہم تنہائی میں عبادت کرنا چاہتے ہیں اور جب تک ہماری عبادت پوری نہ ہو ہم نہیں نکلیں گے۔ بادشاہ نے کہا کہ ٹھیک ہے' انہوں نے کھودنا شروع کر دیا' لیکن مدینہ کی زمین پھٹ گئی اور وہ اس میں دھنس گئے' ایک کی چادر کا پلہ باہر رہ گیا' مدینہ کے بادشاہ کو علم ہوا' سو یہ بھی حب مال کی وجہ ہوا۔

عبدالرشید نامی ایک شخص صوابی کا تھا۔ اس کو عیسائیوں نے مال دے کر حجر اسود نکالنے کے لئے کہا' چنانچہ رات کے وقت اس نے اپنا کام شروع کردیا' عین اسی وقت ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ ایک شخص حجر اسود نکال رہا ہے۔ وہ جاگ کر حرم شریف میں آیا اور اسے پکڑ لیا' یہ خبر اخبارات میں بھی چھپی' بادشاہ نے اسے سزائے موت کا حکم دیا' لہٰذا صفا و مروہ کے درمیان اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا' جس کی لاش کی بدبو کی وجہ سے حاجی تنگ ہوگئے' پھر اس کی لاش کو کہیں دور پھینک دیا گیا۔

کراہیۃ الموت:

ہرقل نے کہا تھا کہ جہاں میں بیٹھا ہوں' یہ زمین بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوجائے گی۔ جنگ یرموک عیسائیوں کے ساتھ ہوئی تھی' جنگ کے دوران چند مسلمان گرفتار ہوگئے تو ہرقل نے ایک مسلمان سے پوچھا کہ مسلمانوں کو کیوں فتح ہوئی؟ اس مسلمان نے کہا کہ ہم موت کو پسند کرتے ہیں۔ قیصر نے اس سے کہا کہ میں آپ کو ولی عہد بھی بنادوں گا اور اپنی لڑکی کی شادی بھی آپ سے کردوں گا' صرف اتنا کہو کہ جنگ یرموک میں میری شرکت مناسب نہیں تھی۔ اس مسلمان نے قیصر کی پیش کش کو ٹھکرا دیا اور کہا کہ یہ تو زمین کی حکومت ہے' اگر آسمان کی حکومت بھی دوگے تو میں ایسا کہنے کو تیار نہیں ہوں۔

قیصر یہ سن کر بہت حیران ہوا' پھر ایک کڑھاؤ لایا گیا' اس میں تیل گرم کرکے اس مسلمان کو اس میں ڈال دیا گیا' جس سے ان کی موت واقع ہوگئی لیکن انہوں نے اپنے منہ سے اتنی بات نہیں نکالی اور ان کی استقامت میں کوئی فرق نہیں آیا' انہوں نے شریعت کے معمولی کام کو بھی نہیں چھوڑا۔

دور انحطاط میں حب مال و اقتدار' کراہیۃ الموت کس درجہ میں ہے۔

کفار اتنے بزدل نہیں ہیں' اور نہ ان کو مال کی وجہ سے دھوکہ دے سکتے ہو' لاکھوں روپے ان کو غدار نہیں بناسکتے۔ سب سے بڑی ضلالت دولت و سلطنت کے منتہائے مقصود سمجھنے سے آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول:

"انی لا اخافہ علیکم الفقر'
ولکن اخاف ان تبسط علیکم
الدنیا"۔

مسلمانوں پر جب دنیا کی دولت' عیش و عشرت کا پردہ پڑگیا تو وہ صرف ملک گیری' کشور کشائی کو زندگی کا حاصل سمجھنے لگے اور دولت ایمان کے بجائے سلطنت پر قانع ہوگئے۔ بادشاہوں نے ملک گیری' جاگیر و خراج کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ امت رہبری و رہنمائی سے غافل ہوکر رہ گئی اور مسلمان باطن کے کورے رہ گئے۔

یہ مسائل اور مصائب پیدا ہی نہ ہوتے اگر مسلمان' اسلام کے فی الواقع سچے نمائندے ہوتے اور تمام مسلمانوں کی عقلوں کو یورپ کی ایجادات مرعوب نہیں کرسکتیں' اگر مسلمان فی الواقع خلوص قلب سے اسلام کی نمائندگی کے لئے کھڑے ہوجائیں تو: "ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔"

☆☆..........☆☆

بقیہ: حضرت مصعب بن عمیرؓ

اور غش کھا کر زمین پر گر گئے' اسلام کا جھنڈا ابھی آپ پر تڑپتا ہوا گرا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خون آلود نعش کے قریب آئے' مکہ کے اس خوبصورت لاڈلے جوان کو اللہ کی راہ میں خاک و خون میں لتھڑے پایا تو آپ کا دل بھر آیا اور آنکھیں بھیگ گئیں اور آواز جذبات سے کانپنے لگی اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

"مومنین میں سے بعض ایسے بھی
ہیں کہ انہوں نے اللہ سے جو عہد کیا
اسے سچ کر دکھایا' بعض ان میں سے
اپنی مدت پوری کرچکے ہیں اور بعض
ابھی انتظار کررہے ہیں اور اپنے
ارادے میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آبدیدہ ہوکر کہا:

مصعبؓ مصعبؓ! (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہید کی روح کو آواز دیتے ہوئے کہا) مصعبؓ میں نے تم کو مکہ میں دیکھا تھا تو تم جیسا حسین اور خوش پوشاک کوئی نہ تھا' آج دیکھتا ہوں کہ بال بکھیرے ہوئے ہیں اور جسم پر صرف ایک چادر ہے۔

آہ! وہ چادر جو اتنے عظیم آدمی کا کفن بھی پورا نہ کرسکی' سر ڈھانپتے تھے تو پاؤں کھل جاتے' پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا' آخر پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی اور اس طرح یہ نوجوان شہید سپرد خاک کردیا گیا۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

دُنیا پرستی اور آخرت طلبی

مولانا عبدالواحد

''حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپؐ ارشاد فرماتے تھے کہ ہر امت کے لئے کوئی خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے۔'' (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ میری پیغمبری کے دور میں (جواب سے لے کر قیامت تک کا زمانہ ہے) مال ودولت کو ایسی اہمیت حاصل ہوگی اور اس کی ہوس اتنی بڑھ جائے گی کہ وہی اس امت کے لئے سب سے بڑا فتنہ ہوگا۔ (قرآن مجید میں بھی مال کو فتنہ کہا گیا ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ عہد نبویؐ سے لے کر ہمارے اس زمانے تک کی تاریخ پر جو شخص بھی نظر ڈالے گا' اسے صاف محسوس ہوگا کہ مال کے مسئلے کی اہمیت اور دولت کی ہوس برابر بڑھتی رہی ہے اور بڑھتی ہی جارہی ہے اور بلاشبہ یہی اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے' جس نے بے شمار بندوں کو خدا کی بغاوت و نافرمانی کے راستے پر ڈال کر اصل سعادت سے محروم کردیا ہے' بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ خدا بیزار اور خدا دشمنی کے علمبردار بھی دولت و معاش ہی کے مسئلے کی پیٹھ پر سوار ہوکر اپنے دجالی خیالات دنیا میں پھیلاتے ہیں۔

''حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے گئے ہوں' ان بکریوں کو اس سے زیادہ تباہ نہیں کرسکتے جتنا تباہ آدمی کے دین کو مال اور عزت و جاہ کی حرص کرتی ہے۔'' (ترمذی' داری)

مطلب یہ ہے کہ حب مال اور حب جاہ آدمی کے دین کو اور اللہ کے ساتھ اس کے تعلق کو اس سے زیادہ نقصان پہنچاتے ہیں جتنا کہ بکریوں کے کسی ریوڑ میں چھوڑے ہوئے بھوکے بھیڑیے ان بکریوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی بوڑھا ہوجاتا ہے (اور بڑھاپے کے اثر سے اس کی ساری قوتیں مضمحل ہوکر کمزور پڑ جاتی ہیں) مگر اس کے نفس کی دو خصلتیں اور زیادہ جوان اور طاقتور ہوتی رہتی ہیں: ایک دولت کی حرص اور دوسری زیادتی عمر کی حرص۔'' (بخاری ومسلم)

تجربہ اور مشاہدہ شاہد ہے کہ انسانوں کا عام حال یہی ہے اور اس کی وجہ بھی ظاہر ہے۔ بات یہ ہے کہ انسان کے نفس میں بہت سی ایسی غلط خواہشیں پیدا ہوتی ہیں' جو اسی وقت پوری ہوتی ہیں جبکہ اس کے ہاتھ میں دولت ہو اور زندگی اور توانائی بھی ہو اور خواہشوں کی معترتوں اور بربادیوں سے انسان کو بچانا ''پاسبان عقل'' کا کام ہے' مگر بڑھاپے کے اثر سے جب بیچاری یہ عقل بھی مضمحل اور کمزور پڑ جاتی ہے تو ان خواہشات پر اپنا قابو اور کنٹرول رکھنے سے مجبور ہوجاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخر عمر میں بہت سی خواہشات ''ہوس'' کا درجہ اختیار کرلیتی ہیں اور اس کی وجہ سے عمر کی زیادتی کے ساتھ مال ودولت کی اور دنیا میں زیادہ سے زیادہ رہنے کی حرص اور چاہت اور زیادہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ کہنے والے نے صحیح کہا ہے:

بیخ ہائے خوئے بد محکم شدہ
قوت برکندن آں کم شدہ

لیکن یہ حال عوام کا ہے' اللہ کے جن بندوں نے اس دنیا اور اس کی خواہشوں کی حقیقت اور اس کے انجام کو سمجھ لیا ہے اور اپنے

نفسوں کی تربیت کرلی ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے: ایک تو دنیا کی محبت اور دوسری لمبی لمبی تمنائیں۔'' (بخاری ومسلم)

جیسا کہ پہلی حدیث کی تشریح میں ذکر کیا گیا کہ عام انسانوں کا حال یہی ہے لیکن جن بندگان خدا کو خودشناسی اور خداشناسی اور دنیا و آخرت کے بارے میں صحیح علم و یقین نصیب ہو، ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ بجائے حب دنیا کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس فانی دنیا کی آرزوؤں کی جگہ رضائے الٰہی اور نعمائے اخروی کا اشتیاق اور اس کی تمنا بڑھاپے میں بھی ان کے دل میں مسلسل بڑھتی اور ترقی کرتی رہتی ہے اور ان کی عمر کا ہر اگلا دن پہلے دن کے مقابلے میں اس پہلو سے بھی ترقی کا دن ہوتا ہے۔

''حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر آدمی کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان اور دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا، اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا (یعنی مال و دولت کی اس ختم نہ ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جاکر ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر عنایت اور مہربانی کرتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کرلے۔'' (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ مال و دولت کی زیادہ حرص عام انسانوں کی گویا فطرت ہے۔ اگر دولت سے ان کا گھر بھی بھرا ہوا اور جنگل کے جنگل اور میدان کے میدان بھی پٹے پڑے ہوں، تب بھی ان کا دل قانع نہیں ہوتا اور وہ اس میں اور زیادتی اور اضافہ ہی چاہتے ہیں اور زندگی کی آخری سانس تک ان کی ہوس کا یہی حال رہتا ہے اور بس قبر ہی میں جاکر دولت کی اس بھوک اور ننانوے کے اس پھیر سے ان کو چھٹکارا ملتا ہے۔ البتہ جو بندے دنیا اور دنیا کی دولت کے بجائے اپنے دل کا رخ اللہ کی طرف کرلیں اور اس سے تعلق جوڑ لیں ان پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہوتی ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ اس دنیا ہی میں اطمینان قلب اور غنائے نفس نصیب فرمادیتا ہے اور پھر اس دنیا میں بھی ان کی زندگی بڑے مزے کی اور بڑے سکون سے گزرتی ہے۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص کی نیت اور اس کا مقصد اصلی اپنی سعی و عمل سے آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالیٰ غنا (قلبی اطمینان اور مخلوق کی ناحتاجی کی کیفیت) اس کے دل کو نصیب فرمادیں گے اور اس کے پراگندہ حال کو درست فرمادیں گے اور دنیا اس کے پاس خود بخود ذلیل ہوکر آئے گی اور جس شخص کی نیت اور اپنی سعی و عمل سے جس کا خاص مقصد دنیا طلب کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ محتاجی کے آثار اس کی بیچ پیشانی میں اور اس کے چہرے پر پیدا کردیں گے اور اس کے حال کو پراگندہ کردیں گے (جس کی وجہ سے اس کو خاطر جمعی کی راحت بھی نصیب نہ ہوگی) اور (ساری تگ و دو کے بعد بھی) یہ دنیا اس کو بس اسی قدر ملے گی جس قدر اس کے واسطے پہلے سے مقدر ہوچکی ہوگی۔'' (ترمذی، احمد، دارمی)

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ آخرت پر یقین رکھتے ہوئے آخرت کی فلاح ہی کو اپنا اصل مطلوب و مقصود بنالیتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کے بارے میں اس کو قناعت نصیب فرماکر اس کے دل کو طمانیت اور جمعیت خاطر نصیب فرمادی جاتی ہے اور دنیا میں سے جو کچھ اس کے لئے مقدر ہوتا ہے، وہ کسی نہ کسی راستے سے خود اس کے پاس آجاتا ہے، اور اس کے برعکس جو شخص دنیا کو اپنا اصل مقصود و مطلوب بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ محتاجی اور پریشان حالی اس پر اس طرح مسلط کردیتا ہے کہ دیکھنے والوں کو اس کے چہرے پر اور اس کی بیچ پیشانی میں اس کے آثار نظر آتے ہیں اور دنیا کی طلب میں خون پسینہ ایک کردینے کے بعد بھی اس طالب دنیا کو بس وہی ملتا ہے، جو پہلے ہی سے اس کے لئے مقدر ہے۔ پس جب واقعہ اور حقیقت یہ ہے تو بندہ کو چاہئے کہ آخرت ہی کو اپنا مقصود و مطلوب بنائے اور دنیا کو بس ایک عارضی اور وقتی ضرورت سمجھ کر اس کی صرف اتنی ہی فکر کرے، جتنی کہ کسی عارضی و وقتی چیز کی فکر ہونی چاہئے۔

☆☆..........☆☆

صبر احادیث کی روشنی میں

صبر کی فضیلت:

حضرت ابو مالکؓ بن عاصم الاشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''طہارت نصف ایمان ہے اور ''الحمدللہ'' ترازو کو بھر دیتا ہے اور ''سبحان اللہ والحمدللہ'' بھر دیتے ہیں جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اور نماز نور ہے' صدقہ دلیل ہے' صبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف۔ ہر شخص ہر روز اپنے نفس کا سودا کرتا ہے' یا تو اس کو آزاد کر لیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔'' (مسلم)

صبر و شکر:

صہیب بن سنان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مومن کا معاملہ بھی خوب ہے' یہ مومن ہی کی خصوصیت ہے کہ جب اس کو خوشی پہنچتی ہے تو شکر کرتا ہے' پس اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور جب مصیبت پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔'' (مسلم)

مرض وفات کی بے چینی اور صبر:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو بے چینی ہوئی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا: میرے والد کیسے بے چین ہیں' آپ نے فرمایا: اس کے بعد تمہارے والد کبھی بے چین نہ ہوں گے' جب آپ کی وفات ہوگئی تو حضرت فاطمہؓ نے کہا: اے باپ! آپ نے اپنے رب کی دعوت قبول کر لی' اے باپ! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے' اے باپ! ہم جبریل کو آپ کی وفات کی خبر دیں گے۔ جب آپ دفن کئے گئے تو حضرت فاطمہؓ نے لوگوں سے کہا: تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالنا کیسے اچھا لگا۔ (بخاری)

اولاد کے صدمہ پر صبر:

لمعۃ اللہ تسنیم

حضرت اسامہؓ بن زید بن حارثہ خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا قریب المرگ ہے' آپ تشریف لے آئیے' آپ نے سلام کہلا بھیجا اور فرمایا: اللہ ہی کے لئے ہے جو اس نے لیا اور جو اس نے دیا اور ہر چیز کا اس کے پاس ایک وقت مقرر ہے' صبر کرو اور اجر طلب کرو' انہوں نے درخواست کی کہ آپ ضرور تشریف لائیں' یہ سن کر آپ کھڑے ہوگئے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ' معاذ بن جبل اور ابی بن کعبؓ زید بن ثابتؓ اور بہت سے لوگ تھے۔ آپ کو بچہ اٹھا کر دیا گیا' آپ نے گود میں لیا اور اس وقت وہ دم توڑ رہا تھا' آپ کے آنسو نکل آئے' حضرت سعدؓ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیا؟ فرمایا: یہ رحمت ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا۔ (بخاری و مسلم)

حق پر صبر و استقامت کی مثال:

حضرت صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگلی قوم میں ایک جادوگر تھا' جب وہ بوڑھا ہوا تو بادشاہ سے کہلا بھیجا کہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں' ایک لڑکے کو بھیج دیجئے تاکہ میں (اسے) جادو سکھادوں' بادشاہ نے اس کے پاس ایک لڑکے کو بھیج دیا' وہ ہر روز ساحر کے پاس جانے لگا' راستہ میں ایک راہب کا مکان پڑتا تھا' لڑکا اس کے پاس بھی آنے جانے لگا' کچھ دیر اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سنتا' اس کا معمول ہوگیا' اس کو ایک دن تاخیر پر اس ساحر نے مارا' اس نے راہب سے شکایت کی' راہب بولا: جب تجھے ساحر سے ڈر ہو تو کہہ دے کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا' جب گھر والوں سے ڈرنا تو کہنا کہ مجھے ساحر نے ٹھہرا لیا تھا' اس نے یہی کیا اور وہ برابر اسی حالت سے آتا جاتا رہا' ایک دن راستہ میں ایک بڑا جانور آ گیا' جس سے لوگوں کی آمد و رفت بند ہوگئی' لڑکے نے کہا: آج کے دن میں جانوں گا کہ ساحر افضل ہے یا راہب؟ ایک پتھر اٹھا کر کہنے لگا: اے اللہ! اگر راہب کا کام ساحر کے کام سے اچھا ہے تو اس کو قتل کر تاکہ

لوگ امن کے ساتھ گزر جائیں' یہ کہہ کر پتھر پھینکا اور اس کو قتل کر دیا۔ راستہ صاف ہوگیا تو لوگ امن کے ساتھ گزر گئے' یہ راہب کے پاس آیا اور اس کو اس قصہ کی خبر دی' راہب بول اٹھا: میرے بیٹے! تو مجھ سے بھی افضل ہے' تیرا معاملہ اب حد کو پہنچ گیا' میرا خیال ہے کہ عنقریب تو آزمایا جائے گا' پس اگر آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو میرا پتہ نہ دینا۔

پس خدا نے اس لڑکے کے ہاتھ میں ایسی شفا دی تھی کہ وہ مادرزاد اندھے کا' کوڑھی کا اور تمام امراض کا علاج کرتا تھا اور لوگ شفا پاتے تھے۔ شدہ شدہ یہ خبر مشہور ہوگئی' اس کو بادشاہ کے ایک ہم نشین نے بھی سنا' جو اندھا تھا' وہ بہت سے تحائف لے کر اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اگر تو میری آنکھیں اچھی کر دے تو یہ سب تیرے لئے ہے' لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دیتا' شفا دینے والا تو اللہ ہے' اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ سے تیرے لئے شفا کی دعا کروں گا' وہ ایمان لے آیا تو اللہ نے اس کی بصارت لوٹا دی' وہ بادشاہ کے پاس آیا اور حسب معمول بیٹھ گیا' بادشاہ نے کہا: تیری آنکھ کس نے اچھی کی؟ اس نے کہا: میرے پروردگار نے! بادشاہ نے کہا: میرے سوا بھی تیرا کوئی خدا ہے؟ وہ بولا: میرا اور تیرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ بادشاہ نے اس کو سخت عذاب میں مبتلا کیا' یہاں تک کہ اس نے لڑکے کا پتہ بتادیا۔ بادشاہ نے لڑکے کو بلایا' اور کہا: تیرا سحر اس حد کو پہنچ گیا کہ تو مادرزاد کو بھی مبروص کو اچھا کر دیتا ہے' کہا: میں کسی کو اچھا نہیں کرتا' شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے' بادشاہ نے اس پر بھی سختی کی' اس نے راہب کا پتہ بتادیا' بادشاہ نے اسے بلایا اور کہا: اپنے دین سے پلٹ۔ راہب نے انکار کر دیا' بادشاہ نے آرہ منگوایا' اس کو راہب کے سر کی مانگ میں رکھ کر سر کے دو ٹکڑے کر دیئے' پھر اپنے ہمنشین سے کہا: اپنے دین سے پلٹ' اس نے بھی انکار کیا' اس کے بھی سر کے دو ٹکڑے کر دیئے' پھر لڑکے سے کہا: اپنے دین سے پلٹ' اس نے بھی انکار کر دیا' تو بادشاہ نے اپنے خدام کو بلایا اور کہا کہ اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنا تو اس کے دین کے بارے میں کہنا' اگر یہ اپنے دین سے پلٹ جائے تو خیر' ورنہ اس کو گرا دینا' وہ اس کو لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا' لڑکے نے کہا: اے اللہ تعالیٰ! تو جس طرح چاہے ان سے نمٹ لے' یہ کہتے ہی پہاڑ کانپا اور وہ سب گر پڑے' لڑکا بادشاہ کے پاس آیا' بادشاہ نے کہا: تیرے ساتھی کیا ہوئے؟ کہا: اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھ لیا اور وہ میرا کچھ نہ کر سکے' بادشاہ نے اس کو دوسرے کے حوالہ کر دیا' اور کہا: اس کو کشتی میں لے جاؤ' اور جب بیچ دریا میں پہنچو تو اس سے دین کے متعلق کہو' اگر یہ اپنے دین سے پلٹ جائے تو خیر' ورنہ دریا میں چھوڑ دینا' لوگ لے گئے اور جب وسط دریا میں پہنچ گئے تو لڑکے نے کہا: اے اللہ! جس طرح چاہے ان کی بلا مجھ سے ٹال' کشتی ڈگمگائی اور وہ سب ڈوب گئے' لڑکا بادشاہ کے پاس آیا' بادشاہ نے کہا: تیرے ساتھی کہاں ہیں؟ لڑکے نے کہا: خدا نے میرے مدد فرمائی اور ان کو دفع کیا۔ پھر لڑکے نے کہا: تو مجھ کو نہیں مار سکتا جب تک کہ میرے کہنے پر عمل نہ کرے' بادشاہ نے کہا: وہ کیسے؟ لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرو اور مجھ کو ایک کھجور کے پیڑ میں سولی دو اور ایک تیر اپنے ترکش سے لے کر اس کو کمان کی وسط میں رکھو اور کہو میں لڑکے کے رب کے نام سے شروع کرتا ہوں تو اس صورت میں تم مجھ کو مار سکو گے۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس کو کھجور کے پیڑ پر سولی دی' پھر ایک تیر اپنے ترکش سے نکال کر اس کو کمان کی وسط میں رکھا اور کہا: میں لڑکے کے رب کے نام سے شروع کرتا ہوں' پھر اس کو مارا' تیر اس کی کنپٹی پر لگا' اس نے اپنی کنپٹی پر ہاتھ رکھا اور وہ مر گیا۔ پس لوگ بول اٹھے: ہم لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ آیا تو لوگوں نے کہا: لیجئے جس کا آپ کو ڈر تھا وہی سامنے آیا' لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے کہا: سڑک کے کنارے ایک کھائی کھودی جائے اور اس میں آگ بھڑکائی جائے' پھر جو اپنے دین سے نہ پلٹے اس سے کہا جائے کہ اس میں کود' یہی کیا گیا۔ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا' عورت اس میں کودنے سے ہچکچائی' بچہ نے کہا: اے ماں صبر کر' بے شک تو حق پر ہے۔ (مسلم)

☆☆......☆☆

قارئین اور جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مطالعہ کیجئے۔ اس کے خریدار بنئے اور دیگر دوست و احباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔ ہفت روزہ "ختم نبوت" میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے وہاں آپ اس کار خیر میں شریک ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت و تعلق کی بنا پر قیامت کے دن باعث شفاعت کا ذریعہ بھی بنیں گے۔

چوتھی قسط

شیخ فریدالدین عطارؒ کے فرمودات

بزرگوں کی باتیں

مولانا منظور احمد الحسینیؒ لندن

تجرید وتفرید کے بیان میں شیخ عطارؒ لکھتے ہیں:

"اگر تجھے باطن کی صفائی چاہیے تو تجرید (خدا کے سوا اپنے آپ کو خالی کرنا) اختیار کر' اگر تو خبر رکھتا ہے تو اہل (دید) نظر میں سے بن۔ اے لڑکے! دعویٰ کو چھوڑ دینا تجرید ہے۔ اے لڑکے! تفرید کے معنی بھی سمجھ لے: اصل تفرید خواہشات کو چھوڑ دینا ہے بلکہ بالکل ہی خواہشات سے کٹ جانا ہے۔ اگر تو ایک مرتبہ نفسانی خواہش کو طلاق دیدے تو اس وقت تو تفرید (اپنے آپ کو دنیا میں آلائشوں سے تنہا کرلینا) میں بے مثال ہوجائے گا' اگر تو نے غیر سے اعتماد اٹھالیا اس وقت تو تجرید سے پُر امید ہوگا' جب تیرا اعتماد بالکل اللہ تعالیٰ پر ہوگا' اس وقت تیری جان کی تفرید مکمل ہوگی۔"

لوگوں سے غمخواری کے بیان میں فرماتے ہیں:

"بیماروں کے سرہانے پر سے گزر کیونکہ یہ خیر البشر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ جہاں تک ہوسکے پیاسوں کو سیراب کر' محفلوں میں ساتھیوں کی خدمت کر' نیز یتیموں کے دل حاصل کر تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ عزیز رکھے' جوانی میں بوڑھوں کو پیارا رکھ تاکہ تو دوسروں کا عزیز ہو' اگر کمزوروں پر تو بخشش کرے تو مناسب ہے' کیونکہ یہ اولیاء اللہ کی بہترین سیرتوں میں سے ہے۔"

رشتہ داروں سے بہتر سلوک کرنے کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اپنے رشتہ داروں کو پوچھنے کے لئے جا' تاکہ تیری زندگی کی مدت میں زیادتی ہو' جو شخص اپنے رشتہ داروں سے منہ پھیرے' بلاشبہ اس کی زندگی نقصان قبول کرتی ہے' جو شخص رشتہ داروں کو چھوڑ دیتا ہے' وہ اپنے جسم کو بچھوؤں کی غذا بنا دیتا ہے اگرچہ تیرے رشتہ دار بُرے ہوں' مگر قطع رحمی سے کسی چیز کو بُرا نہ جان' جو شخص اپنے رشتہ داروں سے بیگانہ ہوگیا' برائی کے لحاظ سے اس کا نام مشہور ہوگیا۔"

جوانمردی کے بیان میں لکھتے ہیں:

"اے لڑکے! اچھی طرح جان لے جوانمردی کیا ہے؟ پہلے اللہ تعالیٰ سے پوشیدگی میں ڈرنا ہے' جوانمرد گناہ سے پہلے معافی مانگتا ہے' اس کی عبادتیں گناہوں سے زیادہ ہوتی ہیں' جو شخص مردان حق کا نشان رکھتا ہے وہ دشمن کا عیب بھی زبان پر نہیں لاتا' اے لڑکے مردان حق کی صحبت میں آجا تاکہ خدا کی مہربانی سے ان کی عنایات حاصل کرے۔"

فقیری کے بیان میں فرماتے ہیں:

"اے لڑکے! اپنے آپ کو درویشوں کے سپرد کردے تاکہ پروردگار تیری حفاظت کرے' جو شخص فقیروں (درویشوں) کا ساتھی ہوگیا وہ جنت کے گھر میں رازداں بن جاتا ہے۔ درویش اگرچہ وہ گودڑی کے نیچے بے سامان ہو' مگر مخلوق کے سامنے اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرتا ہے۔"

غفلت سے بیدار ہونے کے بیان میں فرماتے ہیں:

"مصیبت میں کسی سے مدد نہ مانگ' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد کو پہنچنے والا نہیں ہوتا' اپنے خدا سے کبھی بے پرواہ نہ رہ' غافلوں کی طرح غلط راستہ میں نہ دوڑ' یہ جہاں رونے کی جگہ ہے اس میں مت ہنس' عبرت کی آنکھ کھول اور ہونٹ بند رکھ' چیونٹی کی طرح لالچ کی وجہ سے ہر طرف مت جا' نصیحت کرنے والے کی نصیحت دل کے کان سے سن۔ اے لڑکے! تو اب چھوٹا نہیں ہے' کھیل کود مت کر' شیطان کے ساتھ مل کر (شیطانی) کام مت کر' نفس کو گناہ میں امداد نہ دے' تباہ کاری کی وجہ سے زندگی برباد نہ کر' نافرمانی اور خواہش کے راستے میں گھوڑا مت دوڑا' اپنے آپ کو شیطان کا بیگاری مت بنا' جب (آخرت) کا سفر تجھے درپیش ہے تو توشہ ساتھ لے' اپنی زندگی کو بالکل برباد خیال کرلے۔ اے لڑکے! جہنم اور بیڑیوں' طوقوں کی فکر کر' نفس کو دولتی (کی مار) سے پامال کر دے تاکہ تو جہنم کی آگ میں نہ جلے' موافقت کا وطیرہ اختیار کر (یعنی اللہ تعالیٰ سے دوستی بنا کے رکھ) اللہ تعالیٰ کے قہر کے عذاب کی فکر کر' سب کو جہنم کے (پل صراط) کے اوپر سے گزرنا ہے' پھر ایسے خطروں کے ساتھ خوشی نہیں ہے' کھائی راستے میں ہے اور بوجھ بہت بھاری ہے' تیرا بوجھ دوسروں کی کوشش سے نہیں گزرے گا۔ اے لڑکے! شریعت کی راہ اختیار کر' بہت جلد اپنی خواہشات کو چھوڑ دے' تاکہ تو ہمیشہ کی جنت میں مقام حاصل کرلے' مخلوق خدا کے ساتھ شفقت اور مہربانی دکھا' تاکہ تجھے (اللہ تعالیٰ) سلامتی کے گھر جنت میں جگہ دیں' دن اور رات فقیروں (درویشوں) کو کھانا دیتا رہ' جو شخص ان نصیحتوں پر عمل کرے گا' اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہان میں آرام عطا فرمائیں گے۔

جاری ہے

اقوال زریں:

☆ بدعت سے بچو صبر کو شیوہ بناؤ۔

☆ علم زندگی ہے اور جہل موت۔

☆ اصل عیش آخرت کا عیش ہے۔

☆ ظلم چہرے اور دل کو سیاہ کر دیتا ہے۔

☆ خدا کے سوا کسی کے سامنے اپنی حاجت پیش نہ کرو۔ (حضرت عبدالقادر جیلانیؒ)

☆ فحش بات کہنے والا اور فحش بات کی اشاعت کرنے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (حضرت علیؓ)

☆ آج مغربی زندگی جو شعلوں کی لپیٹ میں ہے' وہ انسان اور اللہ تعالیٰ کا تعلق منقطع ہونے اور مذہب و زندگی کی علیحدگی کا نتیجہ ہے۔

(مرسلہ: محمد ہاشم خان)

مساجد کیلئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ
پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

عزیز ترین خواہش

بے سروساماں ہوں یارب سوز رکھتا ہوں نہ ساز
کھینچ لے اپنی کشش سے مجھ کو اے ارض حجاز

ہر ایک کو اپنا وطن محبوب ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو محبوب؟ وطن میں پیدا ہوا' وہیں بڑھا' اسی کے آب وگل سے اس کے جسم کی پرورش ہوئی۔

خاک وطن از ملک سلیماں خوشتر
خار وطن از سنبل وریحان خوشتر

لیکن ایک مرد مسلمان کے لئے مکہ و مدینہ پر لاکھوں وطن قربان' ان کی عزت پر ہزاروں عزتیں نثار اور کروڑوں جانیں فدا' ان دونوں کی خاک پاک کا ذرہ ذرہ چراغ طور سے کسی طرح کم نہیں۔

﴿ کوچۂ جاناں کا ہر ذرہ چراغ طور ہے ﴾

کون ایسی مسلمان آنکھ ہے جو ان کے فراق میں آنسو نہ بہاتی ہو؟ کون ایسا مومن دل ہے' جو ان کے ہجر میں تڑپتا نہ ہو؟ کون ایسا جسم ہے جو بیت اللہ کا پروانہ وار چکر کاٹنا اور مجنونانہ بے تابانہ منیٰ اور عرفات میں لبیک اللھم لبیک کی صدا لگاتے ہوئے پھرنا اور خاک مدینہ کی گود میں سو جانا نہ چاہتا ہو؟ آذر شہیدی نے یہ تمنا کی تو کیا بجا کی:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضہ کے جا بیٹھوں
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

کیا یہی تمنا کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں نہیں مچلتی؟ کیا کسی مسلمان کا دل اس حسرت سے خالی ہے؟ کیا مکہ' مدینہ کے نام سے آنکھوں میں چمک اور دلوں میں مسرت پیدا نہیں ہوتی؟ کیا ان تیرہ سو برسوں میں کروڑوں کیا ہزار یا کروڑ' مسلمان نے اس حسرت میں جان تک نہیں دے دی' سینکڑوں شعراء کے دیوان' ہزاروں اہل قلم کے مضامین' لاکھوں بے زبانوں کی بے زبانی' کروڑوں آنکھوں کے آنسو اور اربوں دلوں کی حسرتیں اس فدائیت و جاں نثاری کا ثبوت نہیں؟

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

کیا وہ بیت اللہ جس کو ابراہیم خلیل اللہ نے عشق ومحبت سے مخمور ہو کر بنایا تھا اور قبولیت کی دعا کرتے ہوئے بولا تھا:

"واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمٰعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم."

(بقرہ:۱۲۷)

اور خود رب البیت جس کے متعلق فرماتا ہے:

"واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی وعھدنا الی ابراھیم واسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود."

(بقرہ:۱۲۵)

اور وہ زمزم جو حضرت اسماعیل کے شیر خوارگی میں قدم مارنے سے چشمہ کی طرح ابل پڑا اور آج تک ساری دنیا کو سیراب کر رہا ہے' اور وہ سعی جہاں پانی کی تلاش میں حضرت ہاجرہ بے تابانہ دوڑ لگاتی تھیں اور آج تک ہر سال لاکھوں حجاج اسی کی نقل میں دوڑتے ہیں اور منیٰ کی وادی جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے جواں سال بیٹے حضرت اسماعیل کو ایک خواب کی وجہ سے ذبح کرنے چلے تھے اور جب ان کو لٹا دیا' اور گلے پر چھری رکھ دی اور اپنی طرف سے نفس کشی اور بے مثال قربانی کے سارے مراحل سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"قد صدقت الرویا."

کیا یہ سارے مقامات ایسے نہیں کہ ان میں عشق ومستی سے قربان ہوا جائے اور ان کی خاک چھانی جائے۔

اور وہ مدینہ پاک جس کے ذرے ذرے کو رحمت عالم حضرت سیدنا و مولانا روحی فداہ نے اپنے مبارک قدموں سے نوازا' وہ مدینہ جس کی فضائیں ابھی تک محبوب رب العالمین کے مبارک اثرات کو اپنے بازوؤں میں سمیٹے ہیں' وہ مدینہ پاک جو سرور کونینؐ کے جسم اطہر کا امین ہے' جو مہبط وحی ہے' جس کے دامن میں محبوب اور محبوب کے پرستاروں کی آرام گاہیں ہیں' کیوں نہ اس پر مرنے اور دفن ہونے کو جی چاہے' وہ مدینہ اس قابل ہے کہ اس کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے' جس کے کانٹے سارے جہاں کے پھولوں سے بہتر' جس کا ذرہ ذرہ مہر تاباں' جس کی فضائیں مشک و عنبر سے بسی ہوئیں' ایسے پیارے شہر کی رفعت و بلندی کا کیا کہنا:

خاک یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آں جا دلبر است

اور پھر مسجد نبویؐ اور اس میں جنت کی کیاری جس کے بارے میں خود سرکار دو عالمؐ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کی کیاروں میں سے ایک کیاری ہے'' اور روضہ نبویؐ جس کی حاضری ہر مومن کی سعادت اور خوش بختی ہے' کون ایسا دل ہے جو ان کی زیارت سے سرور و نور حاصل کرنے کی تمنا نہ کرتا ہو؟ ان کی خوش بختی کا کیا ٹھکانا جو کبھی روضہ نبویؐ کے سامنے حاضر ہوں' سر نیاز جھکا کر اپنی سنائیں' آنسو بہائیں' سلام پڑھیں' درود بھیجیں اور زبان حال سے کہیں:

فدا ہوں آپ کی کس کس ادا پر
ادائیں لاکھ اور بیتاب دل اک

کبھی جنت کی کیاری میں جا کر سربسجود ہوں' کبھی محراب نبویؐ میں پہنچ کر اپنا سر خاک پر رکھیں' کبھی ستون عائشہؓ کو تھامیں' تو کبھی ستون ابوالبابہ کو پکڑیں' کبھی منبر کے سامنے گریہ و زاری کریں' کبھی روضہ جنت میں خاموش بیٹھ کر حجرۂ نبویؐ کی زیارت کریں' کبھی صحن حرم کے سنگ ریزوں پر بیٹھ کر درود و سلام کے تحفے پیش کریں' غرض کہ کبھی اس در پر' کبھی اس در پر' کبھی صحن پر' کبھی دالان میں عشق و محبت کی تصویر بن کر شب و روز عبادت میں مشغول رہیں' وہ وقت کتنا پر کیف ہوتا ہوگا

باقی صفحہ 26 پر

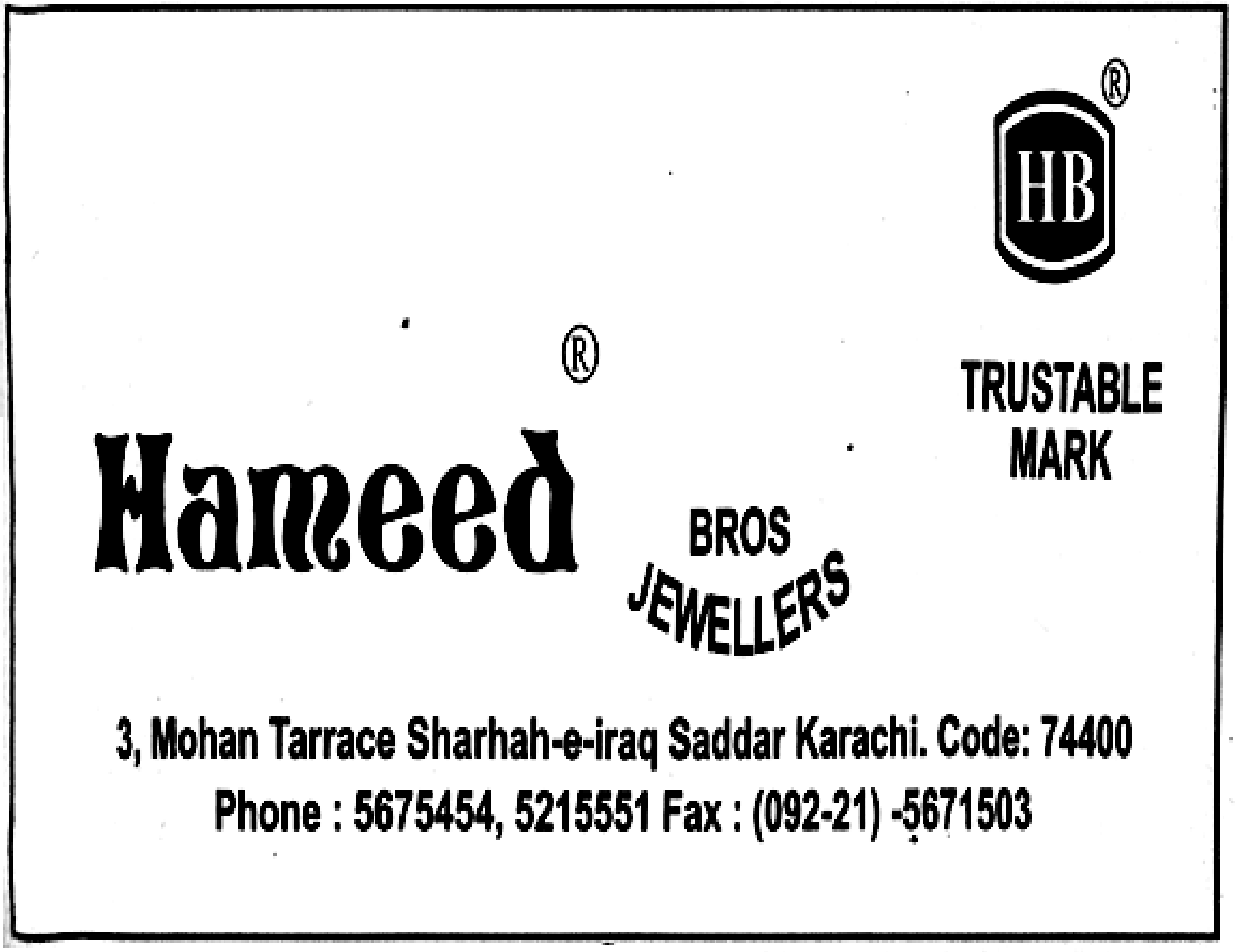

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

جوانی میں یہ دنیا بڑی خوبصورت نظر آتی ہے' لیکن کتنی خوبصورت جوانی تھی مصعبؓ بن عمیر کی جو دنیا پر نہیں بلکہ آخرت پر نثار ہوئی۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر ان حق کیش افراد میں سے تھے' جنہوں نے داعی حق کی دعوت کو سنا اور سنتے ہی اس کی دعوت پر دل و جان سے ایمان لے آئے۔ حضرت مصعبؓ کی جوانی حسن صورت ونفاست پسندی کا حسین امتزاج تھی۔ پورے عرب میں وہ سب سے زیادہ خوش پوشاک تھے۔ ان کے جسم پر اطلس وحریر کے بیش قیمت پارچہ جات ہوتے تھے' عمدہ سے عمدہ خوشبویات استعمال کرتے تھے' جس گلی سے گزرتے وہ گلی مہک جاتی' بھلا کون بھی یہ سوچ سکتا تھا کہ اس نوجوان کی دنیا میں ایسا انقلاب آئے گا' جب عیش و آرام کے بجائے دکھ درد اسے پیارے ہوں گے' نفیس ومعطر کپڑوں کو چھوڑ کر چیتھڑے لگانے میں اسے لطف آئے گا' زندگی اور دنیا کی تمام لذتوں پر جھومنے کے بجائے وہ سچائی اور آخرت پر مرجانے کی آرزو کرے گا۔ شروع شروع میں انہوں نے اپنا اسلام قبول کر لینا گھر والوں سے پوشیدہ رکھا لیکن ایک دن آپ کے چچازاد بھائی عثمانؓ بن طلحہ نے آپ کی والدہ کو بتادیا کہ مصعبؓ نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ ''یہ تم نے کیا کیا ہے؟'' ان کی ماں نے وحشت بھری آنکھوں سے ان کو اس طرح دیکھا جیسے وہ دنیا کا سب سے بڑا جرم کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑ لے گئے ہوں۔

''ماں...... ہاں! میں اس خدا کو سجدہ کر چکا ہوں جو واقعی خدا ہے۔'' انہوں نے جرأت اور غیرت ایمانی کے ساتھ کہا۔

''چپ ہو جا!'' ان کی ماں کو باطل پرستی کی آگ نے نفرت کا شعلہ جوالہ بنادیا۔ ماں اور بیٹے کے درمیان حق اور باطل کی وہ لرزہ خیز لڑائی ٹھن گئی' جو خونی رشتوں کی شہ رگیں تک کاٹ ڈالتی ہے۔ انہیں محبت اور سختی کی آنچ سے

نازیہ بشر

پگھلانے کے جتن کئے گئے مگر وہ ایک چٹان ثابت ہوئے' ان کو لذتوں اور راحتوں کے عوض خرید لینے کے جال ڈالے گئے مگر وہ اس کوشش پر نفرت سے مسکرائے اور درد کے ساتھ دنیا کے حال پر روئے۔ ان کو افلاس و بے چارگی سے ڈرایا گیا مگر انہوں نے آخرت کی بھیانک رسوائی اور ہلاکت کے خوف سے دنیا کے ہر خوف وحزن کو پیس ڈالا' وہ ساری دنیا سے دامن جھاڑ کر اٹھے' ماں کو چھوڑ دیا' گھر چھوڑ دیا' عیش وعشرت کو چھوڑ دیا' وطن چھوڑ دیا' ایک خدا کے لئے ساری دنیا کو چھوڑ دیا لیکن دین حق سے منہ موڑنا گوارا نہ کیا' وہ اٹھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مسلمانوں کے اس قافلے کے ساتھ ہولئے جو مکہ چھوڑ کر حبشہ جارہا تھا' اس طرح راہ حق میں سب سے پہلے غریب الوطنی اختیار کرنے والوں میں مصعبؓ بن عمیر بھی شامل ہوگئے۔ ہجرت کے وقت ان کے ہاتھ پاؤں پر محض ان زنجیروں کی خراشیں تھیں جن میں ان کی غضب ناک ماں نے ان کو جکڑ رکھا تھا۔

ایک مدت تک حبشہ میں غریب الوطنی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ جہاد و عزیمت میں مشکلات نے ان کے پھول جیسے جسم کو تپا کر کندن بنادیا تھا۔ مکہ کی گلیوں نے جس جوان رعنا کو حسین ترین کپڑوں میں خراماں گزرتے دیکھا تھا' اب وہی جسم تھا جس پر صرف ایک چادر لپٹی رہتی تھی اور اس میں بھی چمڑے کے جوڑ اور پیوند سلے ہوتے تھے' پھول سے رخسار کملا گئے تھے' چہرے پر غریب الوطنی کی گرد تھی' ان کا ہر قدم ان کو جنت سے قریب تر کر رہا تھا' اس عالم میں وہ مکہ پہنچے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' راہ حق کے اس نرالے مسافر کو اس حالت میں دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے اور ہونٹوں پر تبسم کھیلنے لگا' آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا:

''دیکھو! یہ وہ جوان ہے جس کی

ساری دنیا عشق الٰہی کے بازار میں لٹ گئی' چند سال پہلے میں نے اس کو دیکھا تھا کہ سارے مکہ میں اس سے بڑھ کر ناز و نعمت کا پروردہ' خوش رو' خوش پوشاک اور آسودہ حال کوئی نہ تھا' لیکن آج اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت پر اس نے اپنے تمام عیش و آرام کو قربان کر دیا۔''

ادھر ماں کو بیٹے کی آمد کی خبر پہنچی تو یہ پیغام روانہ کیا: ''او نافرمان! اب تو اس شہر میں اس طرح آتا ہے کہ مجھ سے ملنا بھی پسند نہیں کرتا۔''

خدا کے بندے نے جواب دیا: ''اے ماں! میں اب رسول خدا کا ہوں۔''

''کیا ابھی تک اسی دین پر قائم ہو؟'' ماں نے خون چکاں آواز میں بیٹے سے پوچھا۔

''ہاں! اسی دین پر جس کو خدا نے اپنے لئے اور اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پسند کیا ہے۔''

درد اور کرب بھری آواز میں بیٹے نے ایک بار پھر کوشش کی کہ دوزخ کی طرف لپکتی ماں کا دامن پکڑ لیں' مگر وہ نہیں مانی: ''قسم ہے روشن ستاروں کی! میں ہرگز تیرے دین میں داخل نہ ہوں گی' جاؤ میں تمہارے دین ہی کو نہیں' خود تمہیں بھی چھوڑتی ہوں۔''

اور واقعی ایمان و کفر کی اس جنگ میں ماں اور بیٹے دونوں جدا ہو گئے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو اسلام کا پہلا مبلغ بنا کر مدینہ روانہ کیا تو اس وقت وہاں بارہ انسان اسلام لا چکے تھے' ان کے علاوہ پورا مدینہ کفر وشرک کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ حضرت مصعبؓ اسلام کی دعوت مکہ سے لے کر چلے اور ریگستانوں کے ذروں کی پیاس اپنے چھالوں اور آنسوؤں سے بجھاتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔ ان کی سادگی' پاکبازی اور بلند اخلاق نے چپکے چپکے لوگوں کے دلوں میں گھر کرنا شروع کر دیا' بہت جلد باطل بھی ان کے خلاف حرکت میں آ گیا اور حق و باطل کی وہ کشمکش شروع ہو گئی' جس کے خطرات سے گزرے بغیر کبھی حق پسند اس دنیا میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔

۱۱/ ہجری میں جب بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد مصعبؓ بن عمیر تبلیغ کے لئے یثرب بھیجے گئے تو وہ بنی نجار میں حضرت ابو امامہ اسعدؓ بن زرارہ کے ہاں آ کر ٹھہرے۔ ایک دن یہ دونوں حضرات تبلیغ کے لئے بنو ظفر اور بنو عبد الاشہل کی آبادیوں کی طرف آئے' اسعدؓ بنو عبد الاشہل کے سردار سعدؓ بن معاذ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ان تینوں قبائل کی بستیاں بہت قریب بلکہ ملی ہوئی تھیں۔ یہ دونوں حضرات یہاں ایک باغ میں بنو ظفر کی بستی میں بیٹھ گئے اور بنو سالم کے بہت سے مسلمان ان کے پاس آ گئے' سعدؓ بن معاذ اور اسید بن حضیر ان دونوں قبائل بنو عبد الاشہل کے سردار تھے۔ سعدؓ بن معاذ' اسید کی بیٹھک پر بیٹھے تھے' انہوں نے مصعبؓ بن عمیر کی تبلیغ اسلام کے بارے میں سنا تو بہت ناراض ہوئے اور اسیدؓ نے کہا: تم جانتے ہو اسعد بن زرارہ میرا خالہ زاد بھائی ہے' وہ ساتھ ہے ورنہ میں خود اسے روک لیتا' اب تم نیزہ لے کر جاؤ اور مصعبؓ بن عمیر کو روکو' انہیں آتے دیکھ کر اسعد نے مصعبؓ بن عمیر سے کہا: وہ بنو عبد الاشہل کا سردار ہے' اس کو تبلیغ کرو' اسید نے آتے ہی کہا: جان کی خیر چاہتے ہو تو یہاں سے چلے جاؤ اور ہمارے جوانوں کو نہ بہکاؤ۔

''میرے بھائی! ناراض کیوں ہوتے ہو' ذرا بیٹھ کر ہماری بات سن لو' اگر تمہیں پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ہم چلے جائیں گے۔''

اسید بیٹھ گئے' حضرت مصعبؓ نے پرسوز آواز میں قرآن کی چند آیات سنانا شروع کیں تو جن آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا' ان سے آنسو چھلک پڑے' اسید کا دل ہاتھ سے نکل چکا تھا' دوسرے ہی لمحے وہ نوائے حق سے مسحور ہو چکے تھے اور فوراً اسلام لے آئے' پھر انہوں نے حضرت مصعبؓ سے کہا: میں اب ایک آدمی کو بھیج رہا ہوں' اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو تمہارا کام بہت آسان ہو جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے کسی بہانے سعدؓ بن معاذ کو بھیج دیا اور وہ بھی مسلمان ہو گئے' پھر ان دونوں کے اثر سے شام تک پورا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

احد کی جنگ میں اسلام کا پرچم حضرت مصعبؓ کے ہاتھ میں تھا' دشمن کی تلوار ان کے اس بازو پر گری اور بازو کٹ گیا' لیکن جھنڈا گرنے نہیں دیا' وہ اب ان کے دوسرے ہاتھ میں تھا' زندگی طوفانی جذبات کے اشاروں پر بجلی کی طرح حرکت میں تھی' ایک ہاتھ سے جھنڈا اونچا اٹھایا ہوا تھا اور یہ بازو بھی شہید ہونے کے انتظار میں تھا' دشمن کی تلوار ایک بار پھر چمکی اور دوسرا بازو بھی کٹ گیا' جھنڈے کو سینے سے لپٹانے کی ایک آخری کوشش کی' دشمن کا بھالا حرکت میں آیا اور مصعبؓ کے سینے میں اس طرح ٹکرایا کہ آدھا نیزہ ٹوٹ کر سینے کے اندر ہی رہ گیا' وہ لڑکھڑائے

باقی صفحہ 12 پر

قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں سے بڑھ کر ہے

ایک سوال بہت سے بھائیوں کے ذہن میں ابھرتا ہے کہ یہ بات مان بھی لی جائے کہ قادیانی کافر ہیں' لیکن دنیا میں تو اور بھی بہت سے کافر ہیں' مثال کے طور پر یہودی یا عیسائی' ہندو' سکھ وغیرہ۔ لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ قادیانیوں کا مقابلہ ایک منظم انداز میں کیا جارہا ہے؟ اس کا جواب عرض کرنے سے پہلے ایک مثال حاضر خدمت ہے۔ شریعت محمدیہ میں خنزیر حرام ہے اور نجس العین ہے' یہ مسئلہ سب کو معلوم ہے کہ خنزیر کا فروخت کرنا' لینا دینا قطعی حرام ہے' اب ایک آدمی خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے لیکن واضح الفاظ میں کہتا ہے کہ یہ خنزیر کا گوشت ہے' جس نے لینا ہے لے جائے' نہیں لینا نہ لے' اور ایک آدمی خنزیر کا گوشت فروخت کرتا ہے لیکن اس پر لیبل لگاتا ہے کہ یہ بکرے یا دنبہ کا گوشت ہے' یہ دونوں مجرم ہیں لیکن دونوں کے جرم میں زمین و آسمان کا فرق ہے' ایک حرام کو فروخت کرتا ہے حرام کے نام کے ساتھ اور ایک حرام کو فروخت کررہا ہے حلال نسبت کے ساتھ' جو حرام کو حرام نام کے ساتھ فروخت کررہا ہے اس سے مسلمان کو گھن آتی ہے' اور جو حرام کو حلال کے نام سے فروخت کررہا ہے اس سے ہر آدمی دھوکہ کھا سکتا ہے' وہ خنزیر کا گوشت حلال سمجھ کر کھا سکتا ہے۔ جو فرق خنزیر کو خنزیر کہہ کر فروخت کرنے والے اور خنزیر کو بکرا یا دنبہ کا گوشت کہہ کر فروخت کرنے والے کے درمیان ہے' بعینہ یہی فرق دوسرے کافروں اور قادیانیوں کے درمیان ہے۔

کفر ہر حال میں کفر ہے' اسلام کی ضد ہے' لیکن دنیا کے دوسرے کافر اپنے کفر پر اسلام کا لیبل نہیں چپکاتے اور قادیانی ٹولہ اپنے کفر پر اسلام کا لیبل چپکاتا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔

اب علمی انداز میں بات سمجھ لیں۔ ویسے تو کفر کی بہت سی قسمیں ہیں' لیکن تین قسمیں کفر کی بالکل ظاہر ہیں: (۱) مطلق کافر' (۲) منافق' (۳) زندیق۔

مطلق کافر:

مطلق کافر کس کو کہتے ہیں؟ جو دل میں بھی کفر

مولانا محمود حسن فریدی

رکھے اور ظاہر میں بھی کفر رکھے' جیسے یہودی' عیسائی' ہندو' سکھ وغیرہ۔

منافق:

منافق وہ کافر ہے جو دل میں کفر رکھے اور ظاہر میں اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا ہو' اس کا کفر مطلق کافر سے بڑھ کر ہے' اس لئے کہ اس نے کفر اور جھوٹ کو اکٹھا کیا ہے۔

زندیق:

زندیق وہ کافر ہے جو اپنے کفر کو اسلام کہے اور اسلام کو کفر کہے' یہ کفر میں منافق سے بھی بڑھ کر ہے۔

مرتد کی سزا:

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتد کی سزا یہ ہے کہ تین دن تک اس کے شکوک وشبہات دور کئے جائیں' اگر وہ دوبارہ اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کردیا جائے کیونکہ یہ ملت اسلامیہ میں ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے' اس لئے اس ناسور کو کاٹ کر ملت اسلامیہ کا تحفظ کیا جائے گا۔

زندیق کی سزا:

مرتد کے بارے میں تو ائمہ اربعہ کا ایک ہی بات پر اتفاق ہے' لیکن زندیق کے بارے میں ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ اور ایک مشہور روایت امام احمدؒ کی ہے کہ زندیق کی سزا مرتد کی سزا ہے' لیکن امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک زندیق کی توبہ قبول نہیں ہے بلکہ یہ واجب القتل ہے۔

اب مرتد اور زندیق کی سزاؤں کے بعد یہ جاننا کہ قادیانی حضرات زندیق کیسے ہیں؟ حالانکہ وہ نماز ہماری طرح پڑھتے ہیں' روزہ رکھتے ہیں' دیگر شعائر اسلام اپناتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں' ان کی شرائط بیعت میں لکھا ہوتا ہے کہ ''میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتا ہوں'' پھر یہ کافر اور زندیق کیسے ہیں؟

تمام دنیا جانتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ مسلمانوں کا وہ عقیدہ ہے' جس

میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ ایک سو قرآنی آیات اور دو سو سے زائد احادیث مبارکہ مختلف انداز سے اس عقیدے پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ورسول ہیں' آپ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

ختم نبوت کا مفہوم:

ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پہلے کا کوئی نبی زندہ نہیں رہا' اگر بالفرض پہلے کے سارے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آ جائیں اور آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم بن جائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی آخری نبی رہیں گے کیونکہ آپ کے بعد نبوت کسی کو نہیں دی گئی۔ انبیأ کرام علیہم السلام کی جو فہرست اللہ تعالیٰ کے علم میں تھی' اس میں آخری نام نامی آپ کا تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے انبیأ کرام علیہم السلام کی وہ فہرست مکمل ہوگئی۔ آخری نبی یا خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے سر پر تاج نبوت نہیں رکھا جائے گا' لیکن قادیانی ''خاتم النبیین'' کے معنی میں تحریف سے کام لیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی ہے نبوت کے پروانوں کی تصدیق کرنے والا' اس کی مثال وہ اس طرح دیتے ہیں کہ جس طرح کاغذ پر دستخط کر کے محکمے والے مہر لگا دیا کرتے ہیں کہ کاغذ کی تصدیق ہوگئی' آپ بھی انہی معنوں میں خاتم النبیین ہیں یعنی نبیوں کے پروانوں پر مہر لگا کر نبی بناتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ پہلے نبوت اللہ تعالیٰ خود دیا کرتے تھے لیکن قادیانیوں کے مطابق اب یہ محکمہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا ہے کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہریں لگائیں اور نبی بنائیں۔ یہ زندقہ ہے کہ نام اسلام کا لیتے ہیں' لیکن اپنے کفریہ عقائد پر قرآن کریم کی آیات کو ڈھالتے ہیں۔

اسی طرح ان کے بہت سے اور کفریہ عقائد ہیں جن کو وہ اسلام کے نام سے پیش کرتے ہیں' جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمے کو قادیانی منسوخ قرار دیتے ہیں اور آپ کے کلمہ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا کلمہ اور اس کی جھوٹی شریعت کو مدار نجات قرار دیتے ہیں۔ مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں مانتا ہے یا محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل:۱۱۰)

قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دو دفعہ دنیا میں آنا مقدر تھا' پہلی دفعہ آپ مکہ مکرمہ میں آئے اور آپ کی یہ بعثت تیرہ سو سال تک رہی اور چودھویں صدی کے شروع میں آپ مرزا قادیانی کے روپ میں قادیان میں دوبارہ مبعوث ہوئے (معاذ اللہ)۔ اس لئے ان کے نزدیک مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ ہے اور کلمہ طیبہ میں بھی محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں' جیسا کہ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل:۱۵۸)

گویا ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے حقیقی معنی قادیانیوں کے نزدیک ''لا الہ الا اللہ مرزا رسول اللہ'' ہیں۔ (نعوذ باللہ)

اب یہ بات واضح ہے کہ قادیانی کس طرح زندیق ہیں' کیونکہ ان کا نبی الگ' قرآن الگ' امت الگ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو وہ نعوذ باللہ کفر سمجھتے ہیں اور اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کراتے ہیں (معاذ اللہ) اس سے بڑھ کر کیا غضب ہوسکتا ہے؟ اس طرح مرزا قادیانی کے دو جرم ہوئے: ایک یہ کہ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے ایک نیا دین ایجاد کیا اور اس کا نام اسلام رکھا اور دوسرا جرم یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو کفر کہا۔ جب مرزا کے دین کو ماننے والے قادیانیوں کے نزدیک مسلمان ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ماننے والے ان کے نزدیک کافر ٹھہرے تو اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ کیا یہودی' عیسائی' ہندو' سکھ اور اسی طرح کے دوسرے کافروں نے بھی اس جرم کا ارتکاب کیا ہے جس کا ارتکاب مرزا قادیانی اور اس کی ذریت نے کیا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں' اس لئے قادیانی' یہودیوں' عیسائیوں' ہندوؤں اور سکھوں سے بھی بدتر کافر ٹھہرے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ دوسرے کافر تو سادہ کافر ہیں جو اپنے کفر کو کفر ہی کہتے ہیں' اس پر اسلام کا لیبل نہیں چپکاتے جبکہ قادیانی اپنے کفر کو کفر نہیں کہتے بلکہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام ثابت کرتے ہیں اور اسلامی عقائد کو کفر ثابت کرتے ہیں' جس کی وجہ سے وہ دوسرے کافروں سے بدتر کافر اور زندیق ہیں جس کی سزا شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں قتل ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ مرتد اور زندیق کی شرعی سزا پر عملدرآمد کرے۔

☆☆..........☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

قادیانیت‘ دین اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام ہے: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ڈیرہ اسمٰعیل خان (رپورٹ: محمد خالد گنگوہی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ پورے دین کی عمارت اس عقیدہ پر قائم ہے۔ قادیانی اس عقیدہ پر نقب زنی کر کے ایک دجال وکذاب کو نبوت کے منصب پر فائز گردانتے ہیں۔ قادیانیت‘ دین اسلام سے بغاوت کا دوسرا نام ہے۔ وہ یہاں جامعہ نعمانیہ میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ دو قومی نظریہ سے انحراف درحقیقت قادیانیوں کے اکھنڈ بھارت والے ”الہامی نظریہ“ کو تسلیم کرنے مترادف ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا۔ قادیانی‘ قیام پاکستان کے وقت سے اس نظریہ کے خلاف تھے۔ حکومت میں چھپے اور چھائے ہوئے قادیانی اس نظریہ پر تیشہ زنی کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہود‘ ہنود اور قادیانی لابی محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے خلاف ایک عرصہ سے سرگرم چلی آ رہی تھی تاکہ انہیں ذلیل و رسوا کر کے اٹامک انرجی کے شعبے سے نکالا جائے اور اپنی پسند اور اپنے نظریہ کے لوگ لا کر پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو مغرب اور اس کے حواریوں کی پہنچ میں لاسکیں۔ انتظامیہ کی ناعاقبت اندیشانہ پالیسی کی وجہ سے آج وہ کامیاب ہو چکے ہیں‘ جو کہ ملکی سالمیت کے لئے خطرہ کا الارم ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے یہاں مختلف مساجد میں بھی خطاب کیا۔ نیز مولانا علاؤ الدین‘ مولانا غلام رسول سمیت کئی ایک علماء کرام سے ملاقاتیں کیں اور انہیں جماعتی سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ ان کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر حاجی ریاض الحسن گنگوہی‘ ضلعی مبلغ مولانا عبدالستار حیدری اور جامع مسجد ختم نبوت کے خطیب قاری محمد خالد گنگوہی بھی تھے۔ امید ہے کہ ان کے اس دورہ سے تحریک ختم نبوت کے کارکنوں میں ولولہ اور تازہ جوش وجذبہ پیدا ہوگا۔

قادیانی ٹیچرز کو محکمہ تعلیم سے فارغ کیا جائے: مولانا محمد علی صدیقی

گولارچی (نمائندہ خصوصی) محکمہ تعلیم قادیانی ٹیچرز کی سخت نگرانی کرے‘ اس لئے کہ قادیانی ٹیچرز‘ مسلمان بچوں کو اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے ترجمان مولانا محمد علی صدیقی نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ضلع میرپور خاص اور ضلع بدین میں تین ایسے واقعات ہو چکے ہیں جن میں قادیانی ٹیچرز اپنے قادیانی مذہب کی تبلیغ کرتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ عمرکوٹ شہر میں پیش آیا کہ کریماں نامی مرزائی عورت جو قادیانیت کی تبلیغ میں مصروف تھی‘ میرپور خاص کے آفیسر یعقوب آریسر نے موقع پر چھاپہ مار کر اس سے تبلیغ قادیانیت پر مشتمل مواد قبضے میں لیا لیکن اس کے خلاف کیس درج نہیں ہوسکا۔ دوسرا واقعہ ڈگری کالج ماتلی ضلع بدین کا ہے کہ فزکس کا پروفیسر جو کہ عمر نامی قادیانی ہے‘ وہ اپنے لیکچر کے دوران اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کرتا تھا جس کی وجہ سے طلباء اور عوام الناس میں اشتعال پیدا ہوا اور اس کے اس قابل تعزیر جرم کی شکایت کرنے پر اسے صرف تبدیل کر دیا گیا۔ تیسرا واقعہ کنری میرپور خاص کا ہے کہ گورنمنٹ پرائمری اسکول سہراب محلہ کا ماسٹر نصیر احمد قادیانی کافی عرصہ سے قادیانیت کی تبلیغ کرتا تھا‘ شہریوں کی شکایات پر ای ڈی او نے چھاپہ مارا اور کافی تعداد میں قادیانی لٹریچر اس سے برآمد ہوا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی معیت میں کیس درج ہوا۔ اس طرح کے اور بھی واقعات کی شکایات ملی ہیں جس پر محکمہ تعلیم کا فرض بنتا ہے کہ وہ قادیانیوں کو محکمہ تعلیم سے فارغ کرے کیونکہ قادیانی‘ آئین پاکستان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں‘ اور آئین پاکستان ان کو مذہبی سرگرمیوں سے روکتا ہے۔

قادیانیوں میں سے اکثر لوگ اب اس جماعت سے تنگ ہیں اور مسلمان ہونا چاہتے ہیں: نومسلم نظیف احمد

میرپورخاص (رپورٹ: ابوارسلان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کے ہاتھ پر گزشتہ دنوں میرپور خاص کے ایک قادیانی نظیف احمد نے اسلام قبول کرلیا' اس سلسلہ میں ایک تقریب نظیف احمد کے گھر کے قریب واقع بسم اللہ مسجد منصور کالونی سیٹلائٹ ٹاؤن میرپورخاص میں منعقد ہوئی۔ تفصیلات کے مطابق نومسلم نظیف احمد کافی عرصہ سے قادیانیت سے بیزار تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ٹنڈو آدم میں مولانا احمد میاں حمادی اور میرپورخاص میں مولانا حفیظ الرحمن سے ملاقاتیں بھی کیں۔ آخرکار یکم مارچ کو بعد نماز عشاء مولانا محمد علی صدیقی کے ہاتھ پر انہوں نے اسلام قبول کرلیا' ان کے اسلام قبول کرنے پر مسجد میں موجود تمام مسلمانوں نے انہیں مبارک باد دی۔ اس وقت مسلمانوں نے جذبات دیکھنے کے قابل تھے۔ موصوف کے اسلام قبول کرنے پر قادیانیت بوکھلا اٹھی اور اس کا فوری ردعمل ظاہر ہوا کہ جب نظیف احمد مسجد میں مسلمانوں سے ملنے اور بعد ازاں مدرسہ تجوید القرآن رحیمیہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں قاری بشیر احمد اور سلیمان بن محمد کی دعوت سے فارغ ہوکر واپس گھر پہنچے تو موصوف کے دو بھائی ماسٹر ادریس اور انیس جن کو میرپورخاص کے قادیانی اپنا غنڈہ کہتے ہیں' انہوں نے نظیف احمد کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر کہا کہ تجھے صبح تک کا وقت دیا جاتا ہے' اگر تو دوبارہ قادیانی نہ ہوا تو تجھے قتل کردیں گے۔ اس پر نظیف احمد نے دوبارہ مولانا محمد علی صدیقی سے رابطہ کیا۔ رات ایک بجے ایس ایچ او تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن کو ایک تحریری درخواست دی گئی اور اسے صورتحال سے آگاہ کیا گیا۔ مسلمان ہونے والے نظیف احمد نے بتایا کہ قادیانیت ایک بہت ہی گندا مذہب ہے' یہ لوگ دوسروں کو قادیانی بنانے کے لئے امداد کے نام پر انتہائی غلط کام سے بھی گریز نہیں کرتے اور ان کے اندر شرم وحیاء کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے' عزت اور غیرت نام کی ان میں کوئی چیز نہیں اور جو قادیانی پہلے سے موجود ہیں ان کے بارے میں ان کے پاس کوئی لائحہ عمل نہیں' بلکہ قادیانیوں میں سے اکثر لوگ اب اس قادیانی جماعت سے تنگ ہیں اور مسلمان ہونا چاہتے ہیں لیکن رشتوں کی دیواریں ان کے درمیان حائل ہوجاتی ہیں۔ قادیانی آپس کے رشتہ داروں میں شادی کرنے نہیں دیتے' بس کہتے ہیں کہ جماعت کی خاطر فلاں کی بچی کا رشتہ لے لو اور فلاں کو اپنی بچی کا رشتہ دے دو' اس سے پھر جب بھی کوئی قادیانی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو یہ رشتے داریاں آڑے آتی ہیں۔ نظیف احمد نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ آپ لوگ دعا کریں کہ میرے والد اور بھائی بھی مسلمان ہوجائیں۔

دعائے صحت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے محب مخلص جناب حاجی محمد لیسین صاحب آج کل شدید بیمار ہیں۔ ان کے برادر گرامی جناب انیس الرحمن صاحب نے موصوف کی صحتیابی کے لئے دعائے صحت کی اپیل کی ہے۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ جناب حاجی محمد یسین صاحب کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ (آمین)

مومن کی معراج:

☆ نماز روح کی غذا ہے۔
☆ نماز دل کو منور کرتی ہے۔
☆ نماز دماغ کو تراوٹ بخشتی ہے۔
☆ نماز شکرانہ وجود انسانی ہے۔
☆ نماز ذکر اللہ ہے۔
☆ نماز دافع الوساوس ہے۔
☆ نماز قلب سے شیاطین کے اخراج کا سبب ہے۔

بقیہ: عزیز ترین خواہش

جب کوئی عین تہجد کے وقت مواجہہ شریف پر سر جھکائے آنکھوں میں آنسو لئے' خوف وجد کے ملے جلے جذبات سے دل کو معمور کئے جائے' تنہائی کا وقت' محبوب کا سامنا' کوئی دائیں بائیں نہیں:

﴿ہم ہی ہم ہوں تیری محفل میں کوئی اور نہ ہو﴾

یہ حسرت کتنی مبارک ہے' یہ تمنا کتنی کمل ہے' یہ خواہش کتنی عزیز ہے' یہ آرزو کتنی بابرکت ہے' ہر دل میں گھر کرنے کے قابل' ہر زباں پر آنے کے لائق' محبت وعشق کا سرمایہ' ایمان و یقین کا محصل' کہنے والے نے کیا کہا' ہر ٹوٹے دل' ہر پرنم آنکھ' ہر زبان کی ترجمانی کی ہے:

تری گلی کی دھول بٹوروں
ترے نگر میں دم بھی توڑوں
جی کا اب ارمان یہی ہے
آنکھوں پہ اب دھیان یہی ہے

☆☆.........☆☆

حضرت معاویہؓ کا ایک خط

قیصر بادشاہ کے نام

غیض وغضب سے بھری ہوئی اور باہم جنگ وجدال میں پڑی ہوئی قوم کو جب اسلام نے سنوارا (اور وہ صحابہ کرامؓ کے مقدس لفظ سے جانے پہچانے لگے) تو ان پاک نفوس کا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے "خود سپردگی" کا جو عالم تھا اسے مولانا الطاف حسین حالی نے "مسدس حالی" میں اس طرح بیان کیا ہے:

رہ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی — فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ ان کی
بھڑکتی نہ تھی خودبخود آگ ان کی — شریعت کے قبضے میں تھی باگ ان کی
جہاں کردیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کردیا گرم گرما گئے وہ

اگر انسان ہونے کی ناطے کبھی ان (صحابہ کرامؓ) کے درمیان اختلاف ابھر آتا اور نوبت لڑائی جھگڑے کی آجاتی تو اس کا منظر بھی "مسدس حالی" میں موجود ہے' مولانا حالی فرماتے ہیں:

اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا — تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا — خلاف آشتی سے خوش آئندتر تھا
یہ تھی موج پہلی اس آزادگی کی
ہرا جس سے ہونے کو تھا باغ گیتی

حالی نے جو نقشہ کھینچا ہے' اس کی متعدد مثالیں تاریخ کی کتابوں میں ملتی ہیں' مگر یہاں صرف ایک واقعہ پر اکتفا کیا جاتا ہے..... حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے باہمی اختلاف سے تاریخ اسلام کا ہر طالب علم واقف ہے۔ اس زمانہ میں جب کہ ان دونوں کا اختلاف شباب پر تھا' روم کے بادشاہ قیصر نے ان اختلافات سے فائدہ اٹھانا چاہا اور شام کے سرحدی علاقوں پر لشکر کشی کرنے کا ارادہ کیا' حضرت معاویہؓ کو اس کی اطلاع مل گئی آپ نے اس موقعہ پر قیصر کے نام جو خط لکھ کر روانہ فرمایا اس میں ہمارے لئے عبرت ونصیحت کے صدہا موتی چھپے ہوئے ہیں' تاریخ کی ایک کتاب سے درج ذیل آپ اسے پڑھئے:

حضرت معاویہؓ نے قیصر روم کو لکھا کہ "مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ تم سرحد پر لشکر کشی کرنا چاہتے ہو' یاد رکھو! اگر تم نے ایسا کیا تو میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کرلوں گا اور ان کا لشکر جو تم سے لڑنے کے لئے روانہ ہوگا' اس کے ہراول دستے میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو تہس نہس کردوں گا' جب یہ خط قیصر روم کے پاس پہنچا تو وہ اپنے ارادہ سے باز آگیا اور لشکر کشی سے رک گیا' کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلے میں اب بھی ایک جسم وجان کی طرح ہیں اور ان کا اختلاف دنیا کے عام لوگوں کا سا اختلاف نہیں ہے۔

"حضرت معاویہؓ اور تاریخ حقائق" (از مولانا محمد تقی عثمانی صفحہ ۲۲۳)

(ماخوذ: اسرار حیات صفحہ ۲۵۰' ۲۵۱)

عظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ: 18/ اپریل بروز اتوار
بوقت: بعد نماز عشاء

بمقام:
میونسپل اسٹیڈیم سکھر

زیر صدارت:
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

مہمان خصوصی:
حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی صاحب

شرکائے کانفرنس:

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن، جناب حافظ حسین احمد، مولانا عبدالغفور حیدری، جناب قاضی حسین احمد (امیر جماعت اسلامی)، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا بشیر احمد، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (جمعیت اہلحدیث)، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر (جمعیت علماء پاکستان)، ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری، جناب اسداللہ بھٹو (ایم این اے)، مولانا محمد مراد ہالیجوی، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی۔

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت معصوم شاہ مینارہ سکھر، فون: 071-25463